﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک29 مئی 2015ء | 10رشعبان 1436 ہجری قمری ❁ 29رہجرت 1394 ہجری شمسی | شمارہ22

مشیت الٰہی

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا:

میں ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر میں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے۔ خدا ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدا کی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف حدیث نمبر:6677)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ یوکے کی ایک بابرکت علمی نشست

حقیقی اسلام کی تبلیغ، اسلام سے متعلق شدّت پسندی کے الزام کو دُور کرنے، مغربی میڈیا کے دوہرے معیار، مسلمان ممالک میں موجود فساد، داعش کی نام نہاد خلافت، Homosexuality، مذہب پر فساد پھیلانے کے الزام، آزادیٔ اظہار کی حدود وغیرہ متفرق موضوعات پر طلباء جامعہ کے سوالات کے نہایت بصیرت افروز جوابات اور مختلف امور سے متعلق رہنمائی اور اہم ہدایات۔

(رپورٹ مرتبہ: رانا خالد احمد۔ انچارج رشین ڈیسک)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 29 مارچ 2015ء بروز اتوار 11 بج کر 40 منٹ پر Haslemere میں واقع جامعہ احمدیہ یوکے تشریف لائے۔ مکرم مرزا ناصر انعام احمد صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ UK نے جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور دیگر سٹاف ممبران کے ساتھ اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت سب اساتذہ اور سٹاف ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ بعدازاں حضورانور ہال میں تشریف لے گئے جہاں جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء منظّم طریق پر بیٹھے اپنے پیارے امام کی آمد کے منتظر تھے۔

کلاس کا باقاعدہ آغاز

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم طاہر احمد خالد صاحب درجہ شاہد نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیات 54 تا 56 کی تلاوت کی جس کے بعد عزیزم محمد ارسلان صاحب درجہ شاہد نے تفسیر صغیر سے ان آیات کا ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عزیزم صبور احمد بھٹی صاحب درجہ شاہد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام:

اے مرے پیارو! شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار

میں سے چند منتخب اشعار پڑھ کر سنائے۔ عزیزم مدبّر دین صاحب درجہ شاہد نے The concept of freedom of speech in today's society کے موضوع پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔ موصوف نے اس تقریر کے دوران اپنے موضوع کے حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے منتخب حصّوں کے video clips بھی دکھائے جن سے اس تقریر اور نفس مضمون میں جان پیدا ہوگئی۔

اس کے بعد عزیزم صباح الظفر صاحب درجہ شاہد نے اسلام اور آزادی رائے کے عنوان پر اردو زبان میں تقریر کی۔ موصوف نے بھی اپنی تقریر کے دوران اس موضوع سے متعلقہ حضورانور کے خطبات جمعہ سے منتخب شدہ video clips پیش کئے جس سے مضمون کو چار چاند لگ گئے۔

ان دونوں تقاریر کے بعد جامعہ احمدیہ کے طلباء نے اپنے پیارے امام سے مختلف موضوعات پر سوالات کئے اور حضورانور نے ازراہ شفقت نہایت تفصیلی پُرحکمت جوابات ارشاد فرمائے۔ طلباء جامعہ احمدیہ کی یہ کلاس ایک بابرکت مجلس عرفان کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ ذیل میں اس مجلس میں پیش کئے گئے سوالات اور ان کے جوابات افادۂ عام کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

☆☆☆

مجلس علم وعرفان

ایک طالب علم نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ:

سوال: آج کی دنیا میں میڈیا کی اکثریت اسلام کو بدنام کرنا چاہتی ہے اور اسلام کا اصل پہلو نہیں دکھاتی جبکہ بعض غیر مسلموں نے بھی اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ملک سے وفاداری دکھانی چاہئے اور داعش اور سانحہ پشاور کی مذمت کرنی چاہئے۔ حضور میرا سوال ہے کہ ہم مزید کس طرح اپنی جماعت کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں اور دنیا کی توجہ حقیقی اسلام کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم تو جو کرتے ہیں کرتے ہی رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ Peace Symposium ہوتے ہیں۔ پمفلٹ تقسیم ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعہ سے ہم بتا رہے ہیں اور جب دنیا کو یہ پتا لگتا ہے تو پریس بھی اور میڈیا بھی کہتے ہیں کہ اسلام کی یہ شکل جو ہے یہ سامنے نہیں آتی۔ اس لئے جب میرا ایل بی سی (LBC) نے یہاں انٹرویو لیا تھا۔ جو نمائندہ آئی ہوئی تھی اس کو میں نے کہا تھا جب دس آدمی ISIS میں یا داعش میں شامل ہونے کے لئے جاتے ہیں تو تم اتنا پروپیگنڈہ کرتے ہو کہ بس پتا نہیں یہاں جو 6.1 بلین مسلمان ہیں تو یہ مسلمانوں کی نمائندگی ہوگئی۔ لیکن ہر سال جب لاکھوں آدمی امن کی خاطر اور خدا تعالیٰ سے ملنے کی خاطر اور اسلام کی صحیح تعلیم کو پھیلانے کی خاطر جو جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں تو تم لوگ کبھی اس کا پروپیگنڈہ نہیں کرتے، اس کو اخبار میں شائع نہیں کرتے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم لوگ خود فتنہ پھیلانا چاہتے ہو۔ آئرلینڈ میں جو فساد ہوئے سارے میڈیا نے فیصلہ کیا کہ ہم نے اس کو میڈیا میں نہیں دینا کیونکہ اس سے زیادہ فساد پھیلے گا اور وہ وہیں رک گیا، دب گیا۔ تو میں نے کہا کہ تمہاری یہ strategy باقی جگہوں پر کیوں نہیں کام آتی۔ اس کا مطلب ہے کہ تم لوگوں کے اندر اسلام کے خلاف ویسے ہی بغض بھرا ہوا ہے، نفرت بھری ہوئی ہے اس لئے نہیں کرتے۔ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ کوئی بڑے انصاف کے لئے لڑائیاں ہو رہی ہیں یا انصاف کی خاطر یا مسلمانوں کی ہمدردی کی خاطر مڈل ایسٹ میں مغربی قومیں اپنی کارروائیاں کر رہی ہیں؟ یہ سب دجّالی طاقتیں ہیں جنہوں نے اپنا فتنہ پھیلایا ہوا ہے۔ انہوں نے پہلے ایک سکیم بنائی کہ ہم نے عیسائیت کی تبلیغ مڈل ایسٹ میں کرنی ہے اور ہم اتنے ہزار مشنری بھیجیں گے۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ Arab Spring کے نام سے ہر ملک میں فساد شروع ہو گیا۔ وہ ان کے جاسوس تھے جو بھیجے گئے جو فساد پیدا کرنے والے تھے اور مسلمان ہمیشہ سے جیسا کہ ان کی حالت ہے اخلاق میں گرے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا تھا ثریّا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا۔ تو وہ ان کی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ پیسے کھاتے ہیں۔ خوف خدا ہے نہیں اور اب یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ ظاہراً تو یہی ہو رہا ہے کہ جی ہم مسلمانوں کی بڑی مدد کر رہے ہیں، فتنہ نہیں پیدا کرنا چاہتے۔ سعودی عرب امریکہ کے ہاتھوں بِکا ہوا ہے۔ یمن میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ سب فساد ہیں۔ جہاں جہاں خود آگ لگاتے ہیں اور جب آگ لگ جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ مسلمان ہیں ہی ایسے ان کو مارو۔ اس پاگل والا حال ہے جس کی مَیں کئی دفعہ مثال دے چکا ہوں۔ ربوہ میں ایک (پاگل) ہوتا تھا وہ بعض لوگوں کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ جب میں بولتا ہوں نا تو کچھ بھی کہوں یہ مجھے مار مار کے نیچے گرا دیتے ہیں اور پھر میرے اوپر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر میرا گلا دباتے ہیں۔ جب میرا گلا دبتا ہے اور سانس رکتا ہے اور آنکھیں میری باہر آ جاتی ہیں تو کہتے ہیں خبیث آنکھیں نکالتا ہے، اس کو اور مارو۔ تو یہی ان کا حال ہے۔ یہ پہلے مسلمانوں کو لڑواتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں یہ دیکھو مسلمان ہیں ہی ایسے۔ ان کو اور مارو۔ اور پھر دوسروں کو آگ لگاتے ہیں۔ یہ سارا کچھ فساد جو پھیلا ہوا ہے یہ انہی کا پیدا کیا ہوا ہے تا کہ مسلمان ملک ترقی نہ کریں۔ تا کہ جو مسلمانوں کی دولت ہے وہ ان کے ہاتھوں میں رہے اور مسلمان بیوقوف بنے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہی نہیں۔

....

پھر ایک اور طالب علم نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ:

سوال: آجکل جو واقعات ہو رہے ہیں ان میں شدت پسند مسلمانوں کے ہنگاموں کی وجہ سے مغربی ممالک میں جو بُرا اثر پڑ رہا ہے تو ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کس طرح کیا جائے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں نے ابھی کیا کہا ہے؟ شدت پسند بنانے والے کون ہیں؟ یہ خود ہی پہلے شدت پسند بناتے ہیں، پھر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ سمجھ آئی؟ ان لوگوں میں انصاف تو ہے ہی نہیں۔ تم لوگ سمجھتے ہو کہ یہ تم لوگوں کے ہمدرد بن کے مدد کر رہے ہیں، سعودی عرب کی مدد کر رہے ہیں۔ کوئی مغربی ممالک یا کچھ اور ملک ایران

کی مدد کریں گے۔ اصل میں تو یہ مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر چل رہی ہے اور دجّالی طاقتیں ان کو استعمال کر رہی ہیں۔ اگر یہ انصاف کرنا چاہیں اور ظلم ختم کرنا چاہیں لیکن یہ خود ہی کرتے ہیں۔ خود ہی آگ لگاتے ہیں۔ ان کو اسلحہ کون دیتا ہے؟ کوئی ایسا مسلمان ملک ہے جس میں اتنی ایڈوانس ٹیکنالوجی ہوگئی ہے کہ وہ جتنے sophisticated ہتھیار ہیں خود بنا سکیں۔ یہ کہاں سے آتے ہیں؟ یورپ سے آتے ہیں۔ امریکہ سے آتے ہیں۔ باقی جگہوں سے آتے ہیں۔ اوپر اوپر سے کچھ اور کر رہے ہوتے ہیں، under hand کچھ اور dealing ہو رہی ہوتی ہے۔ تو یہی ہے کہ عقل آ جائے۔ اس کا صرف ایک طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو بھیجا اس کو قبول کر لیں ورنہ مسلمانوں کو لڑاتے لڑاتے یہ آگ ان کو بھی لگ جائے گی۔ اے یورپ تو بھی محفوظ نہیں اور ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور جزائر کے رہنے والو تم بھی محفوظ نہیں۔ اگر امام کو نہیں مانتے تو یہ سب ایک وقت میں تباہ ہونے والے ہیں۔ انکار کرنے سے آفتیں نہیں آیا کرتیں۔ جب ظلموں میں بڑھتے ہیں تب آفتیں آتی ہیں۔ اور ظلم میں مسلمان بھی بڑھ رہے ہیں۔ اب یہ بھی بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے تم اپنا کام کئے جاؤ، پیغام پہنچاؤ جو تمہارا کام ہے۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

تم آوازیں دیتے جاؤ۔ تبلیغ کرنا تمہارا کام ہے۔ ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔

....

اس کے بعد ایک اور طالب علم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سوال کیا کہ:

سوال: ہر سال جماعت Peace Symposium کرتی ہے اور لوگوں کے لئے اتنے پیسے خرچ کئے جاتے ہیں۔ یہ آتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ یہ ہر سال وہی سوالات پوچھتے ہیں۔ ان کو جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔ تو حضور! کیا ان کی طرف سے کوئی ردّعمل ہوتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بات یہ ہے کہ سوالات تو وہی ہوتے ہیں لیکن بعض کام ہوتے ہیں جن کا براہ راست فائدہ نہیں ہوتا، indirect فائدہ ہوتا ہے۔ بہت سارے لوگ ہیں ان کو توجہ پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے پھر کچھ نہ کچھ شرم و شرمی میڈیا لکھنا بھی شروع کر دیتا ہے۔ اب ہماری projections میڈیا میں پہلے سے بہت بڑھ چکی ہے۔ پہلے ہمارا لاکھ دو لاکھ تک پیغام پہنچتا تھا اب millions تک پہنچ جاتا ہے۔ Partition سے پہلے یعنی پاکستان انڈیا بننے سے پہلے کی بات ہے ایک انڈین بہت بڑا بزنس مَین تھا جو یہاں یوکے (UK) میں رہتا تھا۔ وہ ایک دفعہ انڈیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا کہ آپ نے وہاں مسجد بنائی۔ اتنا خرچ کیا۔ وہاں مشنری رکھا ہوا ہے۔ آپ خرچ کر رہے ہیں، آپ بتائیں اس کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے۔ کتنے انگریز آپ نے احمدی کر لئے۔ اسلام کی تبلیغ کو آپ نے کتنا پھیلا دیا۔ کہاں تک پیغام پہنچ گیا۔ میں تو بزنس مَین ہوں۔ مَیں calculation کرتا ہوں۔ آپ تو گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔ دیکھو ہم یہاں ہندوستان میں رہتے ہیں۔ وہاں انگریزوں میں تبلیغ کرتے ہیں تو اگر سال میں دو یا تین انگریز بھی جب احمدی ہو جاتے ہیں تو ہندوستان میں ہم اس کو بتاتے ہیں۔ اخباروں میں ہماری خبر چھپتی ہے کہ دیکھو انگلستان سے خبر آئی ہے کہ انگریز احمدی ہوگیا، مسلمان ہوگیا۔ یہاں کے لوگ چونکہ انگریزوں کے ماتحت ہیں ان پر بڑا اثر پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے یہاں مسلمانوں کا بھی جماعت کی طرف رجحان بڑھتا ہے اور اس سے اَور بیعتیں ہوتی ہیں۔ تو وہ بزنس مَین کہنے لگا اس کا مطلب ہے کہ آپ وہاں یوکے میں جو خرچ کر رہے ہیں اس تبلیغ کا indirect فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ تو بزنس مَین تھا۔ کہتا ہے ہاں اس لحاظ سے تو پھر منافع بخش کاروبار ہے۔ ہمارے یہاں جو Peace Symposium ہوتے ہیں اس کی پبلسٹی یہیں تک نہیں رہتی۔ یہ جو ابھی 14 مارچ کو ہوا ہے پورے کا پورا گھانا ٹیلی ویژن نے دکھایا ہے۔ سیرالیون ٹیلی ویژن نے دکھایا، ریڈیو نے نشر کیا اور وہاں اللہ کے فضل سے افریقہ میں پیغام بڑا وسیع پیمانے پر پہنچا اور ان لوگوں کو بھی پتا لگا ہے کہ ان بڑی طاقتوں کو بھی کوئی آئینہ دکھانے والا ہے۔ صرف ڈر کے جی حضور، جی حضور کرنے والے نہیں ہیں۔ بتانے والے بھی ہیں کہ اگر مسلمانوں کے قصور ہیں تو تم لوگوں کا بھی قصور ہے۔ اللہ کے فضل سے اس کے بعد وہاں جامعہ کے لڑکوں نے اور اساتذہ نے ٹیلی فون پر ایک پروگرام سوال جواب کا شروع کیا ہوا ہے اور فری کال آتی ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ کے فضل سے یہ بھی دیکھا ہے کہ اس کا feedback بڑا اچھا آیا۔ لوگوں نے ردّعمل دکھایا اور پھر سوال و جواب میں بھی یہ باتیں آ جاتی ہیں تو اس سے احمدیت کی طرف لوگوں کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے۔ پہلے بھی تھا، مزید بڑھ رہا ہے اور بیعتیں بھی ہوتی ہیں اور بہت سارے لوگ اگر مصلحتاً بیعتیں نہیں بھی کرتے تو کم از کم جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر جو سامنے آتا ہے تو ان کو پتا لگ جاتا ہے کہ دنیا میں اسلام کی تعلیم کی صحیح عکاسی کرنے والی بھی کوئی ایک جماعت ہے۔ تو اس کا فائدہ بعض دفعہ direct نہیں ہوتا یا براہِ راست نہیں ہوتا تو بالواسطہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اللہ کے فضل سے یہاں بھی بہت سارے لوگ آتے ہیں سوال تو وہی کرتے ہیں لیکن بہت سارے فائدہ اٹھانے والے بھی ہوتے ہیں۔ یا کم از کم اس سے اگر اتنا ہی فائدہ ہو جائے کہ ایک بہت بڑے طبقے میں تم اسلام کی صحیح تصویر بتا دو، جو بدنامی ہو رہی ہے اس کو ختم کر دو تو یہی کامیابی ہے۔ باقی تم لوگوں کا کام ہے کہ بنیادی کام کرتے چلے جانا۔ جب وقت آئے گا، جب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو گی، منشاء ہوگا تو پھر break through بھی ہو جائے گا۔ لیکن اگر دنیا میں آفتیں آ جائیں، جنگیں ہو جائیں، سب کچھ ہو جائے اور کسی کو یہ پتا ہی نہ ہو کہ کیا وجوہات ہیں تو لوگ اِدھر اُدھر ہی پھرتے رہیں گے۔ لیکن جب تمہاری طرف سے بار بار ان کے سامنے بات آتی رہے گی تو سوچنے کا ایک وقت آئے گا کہ یہ جو تباہیاں آ رہی ہیں تو وہ کچھ تو خدا کی طرف رجوع کریں۔ خدا کی طرف رجوع کریں تو کس ذریعہ سے کریں۔ جماعت احمدیہ کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ تو براہِ راست بعض فائدے نہیں ہوتے بالواسطہ فائدے ہو رہے ہوتے ہیں۔

....

پھر ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ:

سوال: ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جب کوئی مسلمان کوئی ایسا برا کام کرے جس سے فساد پھیلتا ہے تو اسے شدت پسندی کا نام دے دیا جاتا ہے مگر جب کوئی دوسرے مذہب کا ماننے والا ایسا کام کرے تو اسے ذہنی بیماری کی وجہ سے قرار دے دیا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بس یہی حال ہے۔ اب یہ جو کل پرسوں جرمن ایئر لائن کا جہاز گرایا۔ وہ مجھے کسی نے message بھیجا تھا۔ جس کا خلاصہ یہی ہے کہ چونکہ پائلٹ جرمن تھا وہ مسلمان نہیں تھا تو اس کو depression کی بیماری کا نام دے دیا گیا۔ اگر پائلٹ خود غلطی سے کہیں مسلمان ہوتا تو انہوں نے کہہ دینا تھا دہشتگرد ہے۔ چونکہ ان لوگوں کے اپنے معیار کوئی نہیں۔ ان کے اپنے بھی Double standard ہیں۔ جو مرضی ہو یہ لوگ صرف اسلام کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں Peace Conference میں ایک شخص آیا ہوا تھا۔ کسی کے بڑا زور دینے پہ وہ آ گیا۔ اسلام کا بڑا سخت مخالف ہے۔ ساری باتیں سن کے اور میری تقریر سننے کے بعد کہتا ہے کہ ٹھیک ہے یہ تو مجھے پتا لگ گیا کہ اسلام مکمل طور پر ایسا نہیں ہے کہ شدت پسند ہو لیکن پھر بھی مَیں مانوں گا نہیں۔ ان میں شدت پسندی ہے۔ لیکن میں مزید سوچوں گا۔ میرے شکوک و شبہات کچھ دُور ہوئے، کچھ نہیں دُور ہوئے۔ تو یہ اس طرح کی دوغلی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن دیکھیں! انہوں نے پہلے ہی سوچ کے رکھا ہوا ہے کہ ہم مسلمان ایسے ہی ہیں۔ message میں یہی لکھا ہوا تھا کہ اگر وہ پائلٹ مسلمان ہوتا اور اس طرح جہاز کریش ہوتا یا خود کروایا جاتا تو اس کے بعد سارے مسلمان جب تک کھڑے ہو کے معافی نہ مانگ لیتے مغرب نے معاف نہیں کرنا تھا۔ لیکن اب یہاں یہ ہو گیا۔ اس ایئر لائن نے بھی کچھ نہیں کہا حالانکہ compensate کرنا چاہئے۔ اب ہر فیملی جن کے بچے ضائع ہوئے ہیں سترہ بچے جو spanish تھے ان کو کم از کم دو دو لاکھ، تین تین لاکھ یورو دیں۔ تا ایئر لائن کو پتا لگے کہ کیا بھاؤ بکتی ہے۔ اگر پائلٹ کہیں مسلمان ہوتا تو انہوں نے جان کھا لینی تھی۔ اسی طرح اور بھی بڑے لوگ ہیں ہمارے functions پر جب آتے ہیں تو کچھ حد تک چُپ تو کر جاتے ہیں لیکن پھر اعتراض تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بغض بھرے ہوئے ہیں۔ کینے بھرے ہوئے ہیں۔ تم تو سمجھتے ہو یہ بڑے شریف لوگ ہیں کوئی ایسے شریف بھی نہیں ہیں، بڑے خطرناک لوگ ہیں۔ ان کے اندر رہ کے کام کرنا پڑے گا۔

....

ایک اور طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ:

سوال: جب بطور مربّیان ہم باہر تبلیغ کرنے جاتے ہیں تو غیر مسلمانوں کو بھی ہم نے تبلیغ کرنی ہوتی ہے تو ہم کیسے بغیر ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے ان کو بتائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تم نے مسلمان اور غیر مسلمان ہر ایک کو تبلیغ کرنی ہے۔ کہاں لکھا ہوُا ہے کہ جذبات کو ٹھیس پہنچا کے تبلیغ کرو۔ قرآن شریف کا موعظۃ الحسنۃ کا حکم ہے۔ یعنی اچھے الفاظ میں احسن رنگ میں وعظ و نصیحت کرو۔

اس پر طالبعلم نے اپنے سوال کو واضح کرتے ہوئے مزید عرض کیا:

سوال: جی حضور۔ لیکن ہم ان کو کیسے بتائیں کہ ان کا مذہب صحیح نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کا مذہب صحیح یا غلط ہے۔ ہر چیز کی ایک positive approach ہوتی ہے، ایک negitive۔ تم لوگ پہلے تو یہ دیکھو کہ جس کو تم تبلیغ کر رہے ہو اس کا اپنا ایمان کیا ہے؟ تم جا کر کہو کہ احمدیت بڑی سچی ہے اور تم سارے جھوٹے ہو۔ تو وہ کہے گا، ہوں گے سارے جھوٹے، مجھے اس سے کیا! مَیں تو اللہ پہ ہی یقین نہیں رکھتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کو بتاؤ کہ اللہ ہے۔ کسی کو تمہیں یہ بتانا پڑے گا جو خدا پہ یقین نہیں رکھتا کہ خدا تعالیٰ ہے۔ پھر اس کو جب خدا پہ یقین آ جائے تو پھر بتانا پڑے گا مذہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جب یہ یقین آ جائے گا تو پھر بتانا پڑے گا کہ اس زمانے میں کونسا مذہب سچا ہے اور اس کی کیا کیا نشانیاں ہیں۔ تمہارا خود اللہ سے تعلق نہیں ہے تو پھر نشانی کیا بتاؤ گے۔ تو تمہیں پہلے معلوم کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ سے خود بھی تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تبلیغ کے مختلف طریقے ہیں۔ ہر ایک کو ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکا جا سکتا۔

....

پھر ایک طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سوال کیا کہ:

سوال: آیا حضور انور کی رائے میں ایسے قوانین لاگو کئے جا سکتے ہیں جن سے میڈیا میں تمام ایسے پروگرام بند کروائے جائیں جو آپس میں نفرت پھیلاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قانون اس وقت لاگو ہو سکتے ہیں جب لوگ realise کر لیں کہ آزادی کی کوئی حدود ہوتی ہیں۔ جب یہ کہا جائے کہ تم آزاد ہو جو مرضی چاہے کرو تو پھر تو نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر جس طرح پوپ نے کہا تھا اس کی بات مان لو کہ تم میری ماں کو برا کہو گے تو پھر توقع رکھو کہ میں بھی تھپڑ یا مکّا ماروں گا۔ اس چیز کو سمجھ لیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر آزادی کے نام پر جو مرضی آئے وہ کہتے رہو تو پھر یہاں کچھ نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ ایک آزادی رائے کی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ جب اخلاقی قدریں ختم ہو جائیں، جب بے حیائی آ جائے، اگر مرضی سے زنا ہو رہا ہے تو اس کو زنا نہ سمجھا جائے۔ parliments یہ قانون بنانے لگ جائیں کہ gay ہونا جائز ہے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بڑی سختی سے مناہی کی اور اس کی وجہ سے قوم تباہ ہوئی اور اس کا ذکر بائبل میں بھی ہے اور قرآن شریف میں بھی ہے۔ جب اخلاق گرتے ہیں تو پھر دوسری برائیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ انہوں نے بظاہر شرافت کا لبادہ اوڑھا ہوتا ہے لیکن اندر سے انتہائی غلیظ۔ اس لئے جن میں اعلیٰ معیار نہ ہوں جب ان کے قانون بنتے ہیں تو وہ بھی ویسے ہی بنتے ہیں۔ اور پھر وہ اپنی مرضی سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ چیز اچھی ہے، یہ چیز اچھی نہیں۔ جو جس کا دل چاہتا ہے وہ اچھی بن جاتی ہے، جو دل چاہتا ہے اچھی نہیں بنتی۔ آزادی اظہار کے نام پہ جو مرضی چاہیں کر دیں۔ اب غلاظت پھیلانے کے لئے یہاں آزادی کا قانون پاس ہونے لگ گیا ہے تو باقی آزادی کا کیا ہے۔ غلاظتوں کے لئے بھی تو پارلیمنٹ نے قانون بنا دیئے ہیں۔ جب parliments اس حد تک گر جائیں تو باقی پھر جو مرضی چاہیں کریں۔ اس لئے ایک ہی ہے کہ اپنے خدا کو پہچان لیں۔ اس لئے مَیں ہر دفعہ ان کو آخر میں ضرور کہتا ہوں خدا کو پہچانو گے تو ٹھیک ہو گے۔ نہیں تو نہیں۔

....

ایک طالبعلم نے کہا:

سوال: جیسا کہ حضور انور ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جانتے ہیں اور آجکل ہم خبروں میں بھی دیکھتے ہیں کہ سعودی عرب یمن کی باغی شیعہ حکومت پر حملہ کر رہا ہے لیکن اس کے بالمقابل ایران سعودی عرب کے خلاف اس حکومت کی حمایت کر رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ ان دونوں مسلمان ملکوں کے درمیان ایک proxy war شروع ہو سکتی ہے۔ ان حالات کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حقیقی war شروع ہو سکتی ہے۔ سوال ہے کہ جتنے فیصد وہاں شیعہ ہیں اتنے فیصد سنّی ہیں۔ اور شیعہ rebels

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر351

مکرم احمد حسن صاحب (2)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرم احمد حسن صاحب آف مصر کے جماعت سے تعارف تک کے سفر کا احوال بیان کیا تھا۔انہوں نے کسی شخص سے ایم ٹی اے العربیہ کا ذکر سن کر یہ چینل ڈھونڈا اور اسے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔اس کے بعد وہ لکھتے ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اوراحیائے موتیٰ

شروع شروع میں مَیں نے باقاعدگی اور توجہ کے ساتھ ایم ٹی اے کے پروگرامز نہ دیکھے تھے۔اِکّا دُکّا پروگرامز دیکھ کر میرا تأثر تھا کہ یہ صوفیوں سے ملتی جلتی کوئی جماعت ہے۔تاہم اس عرصہ میں کسی نے مجھ سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پوچھا تو میں نے اپنی سابقہ معلومات کی بناء پر اس کے کفر کا ہی فتویٰ دیا۔لیکن ایک روز ایم ٹی اے العربیہ کے ایک پروگرام میں آیت قرآنی:{وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى} کی تفسیر سنی تو میں رک گیا، کیونکہ میں نے اس آیت کی ایسی تفسیر پہلے کبھی نہ سنی تھی۔یہ تفسیر ایسی اعلیٰ تھی کہ مجھے یقین ہوگیا کہ یہی اس آیت کی حقیقی تفسیر ہے اور باقی ساری تفاسیر اس کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

اس واقعہ کے بعد میں نے محسوس کیا کہ مجھے اس چینل کے پروگرامز کو زیادہ غور اور توجہ سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔آیتِ مذکورہ کی تفسیر نے مجھے حیرت زدہ کر دیا تھا۔میں سوچنے لگا کہ اگر یہ کافر ہیں تو اس قدر گہرے روحانی علوم تک ان کی رسائی کیونکر ممکن ہوئی؟!اور ایسے ایمان افروز نکات کی طرف اُن لوگوں کی راہنمائی کیوں نہ ہوئی جو اس جماعت پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں؟!

مَیں ایم ٹی اے دیکھتا رہا اور مختلف تفاسیر، خیالات اور تشریحات سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ جماعت کا علم کلام نہایت منظّم اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔

یاجوج وماجوج کہاں ہیں؟!

ایک روز میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کا ایک پروگرام دیکھ رہا تھا جس میں وہ یاجوج وماجوج کے بارہ میں بات کر رہے تھے۔یہ سنتے ہی میری آنکھیں ٹی وی کی سکرین کے ساتھ چپک کر رہ گئیں۔اس کی وجہ یہ تھی کہ نوعمری کے زمانے سے جب میں اپنے دادا جان کے ساتھ تجوید کے درس دینے جایا کرتا تھا، اکثر یہ سوال کرتا تھا کہ قرآن کریم میں مذکور یہ قوم کہاں ہے؟ مجھے اس کے جواب میں ایسی کہانیاں سنائی جاتی تھیں جن پر میں اُس وقت بھی یقین نہیں کرسکتا تھا۔کیونکہ ان کہانیوں کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ زمین کے نیچے رہنے والی کوئی مخلوق ہے جو کسی وقت نکل آئے گی۔میں اکثر سوال کرتا تھا کہ سائنس اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ اب سیٹلائٹ کے ذریعہ زمین کے نہاں خانوں کا علم بھی حاصل کر لیا گیا ہے پھر اس قدر کثیر تعداد میں تحت الارض رہنے والی اس مخلوق کی دریافت کیوں نہیں ہوئی؟ یہ مسئلہ میرے لئے باعث حیرت تھا اور جب بھی تلاوت کے دوران یہ آیات آجاتیں تو میں رک کران پر غور کرتا مگر مجھے کچھ سمجھ نہ آتی تھی۔

اب جب مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کو اس موضوع کے بارہ میں بات کرتے ہوئے سنا تو میں سب کام چھوڑ کر ٹی وی کے سامنے بیٹھ گیا۔پھر جو کچھ سنا اس سے مجھے بخوبی پتہ چل گیا کہ یہ قوم کہاں ہے اور آج کل کیا کیا کر رہی ہے۔

مَیں نے کہا کہ یہی حقیقی تفسیر ہے اور اس کے علاوہ باقی مروّجہ تفاسیر محض قصّے کہانیاں ہیں۔یہ سوچتے ہی میرے ذہن میں سوالات کی بھرمار ہونے لگی۔

مسیح ومہدی کی تلاش

اگر یاجوج وماجوج کی یہ تفسیر ٹھیک ہے تو پھر امام مہدی کہاں ہے؟ کیونکہ یاجوج وماجوج نے تو امام مہدی کے وقت میں خروج کرنا تھا۔

اگر یہ درست ہے تو پھر دجال کہاں ہے؟ اور اس کو قتل کرنے والے عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

ان سوالات پر غور کرنے کے بعد میں نے ایم ٹی اے کے تمام پروگرامز دیکھنے اور جماعت کے بارہ میں مکمل تحقیق کرنے کا پروگرام بنا لیا۔لیکن اسی لمحے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یاجوج وماجوج کے بارہ میں صرف جماعت احمدیہ کی تفسیر ہی عقل ومنطق کے مطابق اور درست ہے تو مجھے احمدیت اور دیگر جماعتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوگا کیونکہ متضاد موٴقف رکھنے والی تمام جماعتیں ایک ہی وقت میں حق پر نہیں ہوسکتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام اور قصائد

اس کے بعد میرے گھر میں صرف اور صرف ایم ٹی اے ہی چلنے لگا۔میں نے اس پر قرآن کریم کی ایسی تفسیر سنی جس کا عُشر عشیر بھی مجھے اور کہیں نظر نہ آیا۔

اس چینل کے ذریعہ مجھے حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام کا صحیح قصہ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی زندگی کے واقعات کا صحیح طور پر علم ہوا۔

مَیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ سنتا تو کہتا کہ اس قدر گہری اور عظیم تفسیر ایسے لوگوں کے حصے میں کیوں آئی جن کو تمام فرقوں کی طرف سے تکفیر کے فتاویٰ کا سامنا ہے؟

پھر اس چینل پر میں نے ایسے اعلیٰ درجے کے قصائد سنے جس کی نظیر لانا ممکن نہیں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصائد کی کیا ہی اعلیٰ شان ہے، آپ کے سحر انگیز بیان کی عظمت اور آپ کے دلائل کی قوت بے نظیر ہے۔

مَیں يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ اور عِلْمِي مِنَ الرَّحْمٰنِ ذِي الْآلَاءِ جیسے قصائد سنتا تو کہتا کہ اس طرح کے معرفت سے لبریز کلمات اس شخص کے منہ سے کیسے نکل سکتے ہیں جسے مخالفین نعوذ باللہ دنیا کا برا ترین انسان سمجھتے ہیں؟ اور اس شخص کی جماعت کیسے اور کہاں سے ایسے معارف کے موتی لاکر دنیا کے سامنے رکھ رہی ہے جبکہ اس کے مخالفین ایسا کرنے سے عاجز ہیں؟

خلاصہ یہ کہ کچھ عرصہ کے بعد ہی میرے دل میں احمدیت کی محبت اس قدر شدت سے پروان چڑھی کہ ایسی محبت مجھے کبھی کسی جماعت سے نہیں ہوئی۔

پاؤں کی زنجیر

گو ہر معاملہ میں حق واضح تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل روز روشن کی طرح عیاں تھے لیکن تین امور میرے راستے کی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔مَیں جب بھی قدم اٹھانے لگتا تو یہ امور میرے پاؤں کی زنجیر بن جاتے۔یہ تین امور مندرجہ ذیل تھے:

1۔ختم نبوت

2۔مسئلۂ جنّ

3۔آنے والے کا نام مسیح ابن مریم بتایا گیا تھا۔پھر اس کی جگہ کوئی اور شخص کیسے آسکتا ہے؟

مَیں نے بکثرت ایم ٹی اے دیکھا لیکن ان تین امور کے بارہ میں عقدہ کشائی نہ ہوسکی۔

جَآءَ الْمَسِيْح۔۔جَآءَ الْمَسِيْح

پھر ایک روز پروگرام الحوار المباشر میں محمد شریف عودہ صاحب کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں جاننے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اس سے اخلاص اور صفاء قلبی کے ساتھ دعا کر کے آپ کی صداقت کے بارہ میں پوچھنا چاہئے۔

مَیں نے کہا کہ میرے ذہن میں یہ ترکیب پہلے کیوں نہ آئی حالانکہ یہ نہایت منصفانہ طریق ہے۔چنانچہ میں اسی وقت اٹھا، وضو کیا اور نماز استخارہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگیا۔میں نے گڑگڑا کر دعا کی کہ اے خدا مجھے حق کی روشنی دکھا دے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما، اور باطل کو مجھ سے دُور کر کے اس کی نفرت میرے دل میں ڈال دے۔

جب یہ دعا کر کے سویا تو فجر کے وقت ایسی حالت میں میری آنکھ کھلی جبکہ میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں غروب آفتاب کے وقت اپنی بستی کی طرف دوڑتا جارہا ہوں اور بآواز بلند پکارتا چلا جارہا ہوں کہ: جَآءَ الْمَسِيْح، جَآءَ الْمَسِيْح۔اس پکار میں ایسا جوش تھا کہ فرطِ جذبات سے میرے آنسو رواں تھے اور اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی۔

مسائل کے بارہ میں راہنمائی

باوجود اس کے کہ رؤیا کے ذریعہ مجھے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت کا واضح پیغام دیا گیا تھا اور میں نے اسے قبول بھی کر لیا تھا لیکن مجھے مسیح کی موت اور اس کی جگہ کسی اور کی بعثت کا مسئلہ صحیح طور پر سمجھ نہ آتا تھا۔جب اس کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام بھی فرمادیا۔چنانچہ میں نے ایک اور رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک شخص سے بحث کرتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ مسیح فوت ہوگیا ہے لیکن تم کہتے ہو کہ وہ ابھی تک زندہ ہے۔میں خواب میں یہ جملہ بار بار دُہرانے کے بعد یہ آیت کریمہ پڑھتا ہوں:{وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ} (المائدة:118) ترجمہ: میں نے تو انہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تُو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔اور میں ان پر نگران تھا جب تک میں ان میں رہا۔پس جب تُو نے مجھے وفات دے دی، فقط ایک تُو ہی ان پر نگران رہا اور تُو ہر چیز پر گواہ ہے۔

جب میں جاگا تو اس آیت پر غور کرنا شروع کر دیا۔مجھے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر ایک سے زائد دلائل مل گئے۔شاید میری عدم فہمی کا سبب یہ تھا کہ میں نے ان آیات پر تدبر نہیں کیا تھا۔پھر جب رؤیا میں اس طرف راہنمائی ہوئی تو بات واضح ہوگئی۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ مجھے آیتِ خاتم النبیین کی احمدی تفسیر کو بھی غور سے سننا چاہئے نیز جنّوں کے بارہ میں بھی جماعت کے موقف کا اچھی طرح مطالعہ کرنا چاہئے۔چنانچہ کچھ عرصہ تک ہی پابندی کے ساتھ ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد یہ دو مسائل بھی حل ہوگئے اور میں خود کو احمدی سمجھنے لگ گیا۔

انشراح صدر اور اطمینان ہونے کے بعد میں نے لوگوں سے ایم ٹی اے اور اس پر پیش کئے جانے والے اعلیٰ مفاہیم کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔میرا مقصد لوگوں کو اس چینل کی طرف متوجہ کرنا تھا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ باقی امور ایم ٹی اے دیکھنے سے خود بخود حل ہوجائیں گے۔

سچی اور حق پر قائم جماعت

بعض لوگوں نے قبل ازیں بھی مجھ سے جماعت کے بارہ میں پوچھا تھا اور اس وقت میں نے جواب دیا تھا کہ یہ گمراہ فرقہ ہے۔اب جب میں نے ان کو ایم ٹی اے دیکھنے کی تلقین کی تو انہوں نے دوبارہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں سوال کیا۔اور میں نے فوراً اپنی غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ سب سے اچھی، سچی اور حقّ پر ہے۔میں نے لوگوں کے ساتھ ایم ٹی اے اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں بات کرنے کے دوران ان کی طرف سے عدم دلچسپی، اس جماعت سے بغض اور اس کی شدید مخالفت کا رویہ دیکھا، کئی لوگ تو یہ سنتے ہی میرے بھی مخالف ہوگئے۔مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ اس طرح تو میں اپنے گرد مخالفین کی جھرمٹ بنا لوں گا۔چنانچہ میں نے خاموشی اختیار کر لی۔

فرضِ تبلیغ

میری خاموشی پر چند ماہ کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو وہاں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نظر آتی ہے جس میں آپ نے ایک شال نما کپڑے سے اپنے ہونٹوں کا حصہ ڈھانکا ہوا ہے۔ایسے میں کسی کی آواز سنائی دیتی ہے کہ: امام کی جماعت اس وقت تک نہیں پھیل سکتی جب تک ہونٹوں پر رکھا ہوا یہ کپڑا نہ ہٹایا جائے۔

جب میں جاگا تو اس رؤیا کا پیغام سمجھ چکا تھا کہ سکوت توڑ کر تبلیغ کرنی ہوگی اور امام مہدی کی دعوت کو پھیلانا ہوگا۔گو میں تدریس کے شعبہ سے منسلک تھا لیکن اس سے گھر کے اخراجات پورے نہ ہوتے تھے لہٰذا میں نے سٹیشنری کی دکان کھول لی۔پھر میں نے جماعت کی عربی ویب سائٹ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب اور قصائد ڈاؤن لوڈ کر کے، انہیں خوبصورت کتاب کی صورت میں بنا کر اپنے بعض دوستوں کو تحفہ کے طور پر دیئے۔یوں میں نے رؤیا کے ذریعہ سمجھائے جانے والے امر یعنی تبلیغ کے فرض کو ادا کرنے کی کوشش کی۔

میں احمدیت کی صداقت سے مطمئن تھا اور لوگوں کے سامنے خود کو احمدی ہی کہتا تھا لیکن نہ جانے یہ لوگوں کی مخالفت کا خوف تھا یا کچھ اور جس کی وجہ سے میں باضابطہ طور پر بیعت کرنے سے ابھی تک محروم تھا۔

(باقی آئندہ)

خلافت کی اہمیت، عظمت، برکات اور خلیفہ کے ادب واحترام سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات سے انتخاب

خلافت رحمت خداوندی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نائیجیریا جانے والے دوسرے احمدی مبلغ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو 23 جنوری 1922ء بعداز نماز فجر مسجد مبارک میں چند ہدایات لکھ کر دیں ان میں سے ایک حصہ یہ تھا کہ خلافت رحمت خداوندی ہے۔حضرت مصلح موعود تحریر فرماتے ہیں:

''خلافت کا سلسلہ ایک رحمت ہے۔اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی ناشکری کرنی دُکھ میں ڈالتی ہے۔انسان خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔پس خلافت سے مسلمان کسی وقت بھی مستغنی نہیں ہوسکتے نہ اب نہ آئندہ کسی زمانہ میں۔.....''

حضور نے مزید تحریر فرمایا:

''اطاعت ایک اعلیٰ جوہر ہے اسے پیدا کرنے کی کوشش کرو اور جو آپ کا افسر ہو اس کی اطاعت کرو اور اپنے نفس کو اپنے پر غالب مت آنے دو۔ اگر کسی بات پر اعتراض ہو تو اس سے خلیفہ وقت کو اطلاع دو۔خود ہی اس پر فیصلہ نہ دو کیونکہ تفرقہ طاقت کو توڑ دیتا ہے اور یہی کھڑکی ہے جس میں سے آدم کا دشمن اس کے گھر میں داخل ہوا کرتا ہے اور اس کو اس کے عزیزوں سمیت جنت میں سے خارج کر دیا کرتا ہے۔

ہمیشہ خلیفۂ وقت سے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے رہو اور خط وکتابت میں کبھی سستی نہ کرو۔ وہ لوگ جن کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت ہو ان کو بھی ان سب نصائح پر عمل کرنے کی تحریک کرو جو اوپر بیان ہوئیں یا بعد میں آپ تک پہنچتی رہیں۔

دینی لٹریچر سے آگاہ رہنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔ قرآن کریم کے متعلق تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں وہ تو مومن کی جان ہے۔مگر حدیث اور کتب مسیح موعود کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ ان سے غافل نہ ہو۔کوئی نہ کوئی اخبار قادیان کا جس میں مرکز اور سلسلہ کے حالات ہوں ضرور زیر مطالعہ رہنا چاہیے کہ یہ ایمان کو تازہ کرتا ہے اور اس کی تاکید وہاں کے لوگوں کو بھی کریں جنہیں آپ تبلیغ کر رہے ہوں اور پھر **خلفاء کے اعلانات اور ان کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنی مرضی کو ظاہر کرتا ہے اور انسان کے لئے ان کا کلام بھی بمنزلہ دودھ کے ہوتا ہے''۔**

(تحریر فرمودہ 23/جنوری 1922ء)(مطبوعہ الفضل 30/ جنوری 1922ء صفحہ 4)

....

امریکہ جانے والے مبلغ حضرت ماسٹر محمد دین صاحب بی اے کو ہدایات

''زندگی کا اعتبار نہیں اس امر کو خوب یاد رکھیں کہ ہم آدمیوں کے پرستار نہیں خدا کے بندے ہیں۔ **جو شخص بھی اور جب بھی مسند خلافت پر بیٹھے اُس کی فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائیں اور یہی روح اپنے زیر اثر لوگوں میں پیدا کریں۔** اسلام تفرقوں سے تباہ ہوا اور اب بھی سب سے بڑا دشمن یہی ہے۔کاش! انسان اس دل کو نکال کر پھینک دیتا جو اسے نفسانیت کی وجہ سے سلسلہ کے مفاد کو قربان کرنے کی تحریک کرتا ہے گو بعض دفعہ نیکی کے رنگ میں بھی یہ تحریک ہوتی ہے کہ **مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَلَيْسَ مِنَّا**''

(مسلم کتاب الامارة باب وجوب ملازمة المسلمين)

(الفضل 20 جنوری 1923ء)

....

روحانی خلافت سیاست سے بالاتر ہوگی

1924ء میں لندن میں ویمبلے نمائش منعقد ہوئی جس کے پروگرام میں ایک مذہبی کانفرنس کا انعقاد بھی شامل تھا۔ دنیا کے چوٹی کے علماء کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کریں۔حضرت مصلح موعودؓ کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔آپ نے 24/مئی تا 6/جون 1924ء دو ہفتے کے دَوران ایک ضخیم کتاب ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں تمدن کی دوسری قسم یعنی حکومت اور رعایا، امیر اور غریب کے متعلق احکام بیان فرماتے ہوئے خلافت کے بارے میں فرمایا:

''چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے صرف روحانی خلافت دے کر بھیجا تھا اس لئے آئندہ جہاں تک ہو سکے آپ کی خلافت اُس وقت بھی جب کہ بادشاہتیں اس مذہب میں داخل ہوں گی سیاسیات سے بالا رہنا چاہتی ہے۔ وہ لیگ آف نیشنز کا اصلی کام سرانجام دے گی اور مختلف ممالک کے نمائندوں سے مل کر ملکی تعلقات کو درست رکھنے کی کوشش کرے گی اور خود مذہبی، اخلاقی، تمدنی اور علمی ترقی اور اصلاح کی طرف متوجہ رہے گی تا کہ پچھلے زمانہ کی طرح اس کی توجہ کو سیاست ہی اپنی طرف کھینچ نہ لے اور دین واخلاق کے اہم امور بالکل نظر انداز نہ ہو جائیں۔

جب میں نے کہا جہاں تک ہو سکے تو میرا یہ مطلب ہے کہ اگر عارضی طور پر کسی مُلک کے لوگ کسی مشکل کے رفع کرنے کے لیے استمداد کریں تو ان کے مُلک کا انتظام نیابتاً خلافت روحانی کرا سکتی ہے مگر ایسے انتظام کو کم سے کم عرصہ تک محدود رکھا جانا ضروری ہوگا''۔

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 295)

....

مسلمان صرف روحانی خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہوسکتے ہیں

حضرت مصلح موعود نے سفر انگلستان 1924ء کے دوران 15/اگست کو جہاز سے احبابِ جماعت کے نام تیسرا خط تحریر فرمایا۔اس میں مصر، فلسطین اور شام کے جو حالات حضور کو ملاحظہ کرنے کا موقع ملا بیان کر کے ان کا حیرت انگیز تجزیہ کیا۔ جامعہ ازہر کی خلافت کمیٹی سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''آج اگر ایک ہاتھ پر مسلمان جمع ہو سکتے ہیں تو صرف روحانی خلیفہ کے ہاتھ پر کیونکہ اس کے ہاتھ پر جمع ہونے سے کوئی حکومت مانع نہیں ہوگی یا کم از کم اس کو منع کرنے کا حق نہ ہوگا۔اور اگر منع کرے گی تو سب دنیا میں ظالم کہلائے گی۔ سیاسی معاملات کا حال بالکل الگ ہے۔ کوئی حکومت اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی اور ہر حکومت حق بجانب ہوگی اگر وہ اجازت نہ دے کہ اس کی رعایا کسی دوسرے شخص کی سیاسی امور میں فرمانبرداری کرنے کا عہد کرے درآنحالیکہ وہ شخص جس کے ہاتھ پر اس کی رعایا مجتمع ہو اس کے قبضہ سے باہر اور اس کے تصرف سے الگ ہو''۔(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 443)

....

خلیفہ کا ادب اور مقام

جلسہ سالانہ 1926ء کے دوسرے دن 27/دسمبر کی تقریر میں دیگر متفرق امور کے علاوہ احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے خلیفہ کے ساتھ ادب اور تقویٰ سے معاملات کرنے کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

''اسی طرح یہاں جب ہمارے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ خلیفہ قائم کرتا ہے وہ اگر اموال تلف کرتا ہے یا تلف کرنے دیتا ہے تو وہ خود خدا کے حضور جوابدہ ہے تم اس پر اعتراض نہیں کر سکتے لیکن اگر بہترین نتائج پیدا کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے تو پھر معترض شخص خطرہ میں ہے۔

آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ تم نے اقرار کیا ہے کہ تم ہر چیز کو میرے حکم پر قربان کر دو گے۔لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس اقرار کا پورے طور پر خیال نہیں رکھا جاتا۔اقرار تو یہ تھا کہ جو کچھ میں کہوں وہ تم کرو گے لیکن عمل یہ ہے کہ چند پیسوں پر ابتلاء آجاتا ہے۔یہ تمام وسوسے تقویٰ کی کمی سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے میں تقویٰ کے حصول کے لئے اور اس میں ترقی کے لئے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔خواہ آپ میں سے بعض مجھ سے عمر میں بڑے ہوں لیکن ایک بات آپ میں سے کسی میں نہیں۔وہ یہ کہ میں خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہوں۔ میری تمام زندگی میں لوگ میری بیعت کریں گے۔میں کسی کی خدا کے قانون کے مطابق بیعت نہیں کر سکتا اور یہ عہدہ میری موجودگی میں تم میں سے کسی کو نہیں مل سکتا۔نبوت کے بعد سب سے بڑا عہدہ یہ ہے۔ایک شخص نے مجھے کہا کہ ہم کوشش کرتے ہیں تا گورنمنٹ آپ کو کوئی خطاب دے۔ میں نے کہا یہ خطاب تو ایک معمولی بات ہے۔ میں شہنشاہِ عالَم کے عہدہ کو بھی خلافت کے مقابلہ میں ادنیٰ سمجھتا ہوں۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے معاملات میں ایسا رنگ اختیار کریں جس میں تقویٰ اور ادب ہو۔اور میں کبھی یہ بھی نہیں پسند کر سکتا کہ وہ ہمارے دوست جن کو اعتراض پیدا ہوتے ہیں ضائع ہوں کیونکہ خلافت کے عہدہ کے لحاظ سے بڑی عمر کے لوگ بھی میرے لئے بچہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور کوئی باپ نہیں چاہتا کہ اس کا ایک بیٹا بھی ضائع ہو۔مَیں تو ہمیشہ یہی خواہش رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر ابتلاء سے ہمیشہ دوستوں کو محفوظ رکھے''۔

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 425، 426)

....

خلافت اور مرکز سے مضبوط تعلق رکھیں

20/مئی 1928ء کو امریکہ اور ماریشس کے مبلغین کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا گیا۔اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خلافت اور مرکز سے تعلق پیدا کرنے کے بارہ میں فرمایا:

''روحانی امور میں ایک نظام پر سارا کام چلتا ہے جسمانیات میں نیچے سے اوپر کی طرف ترقی ہوتی ہے لیکن روحانیات میں اوپر سے نیچے کی طرف فیض پہنچتا ہے۔اس لئے روحانیت میں نظام بہت بڑا تعلق رکھتا ہے۔ پس کوشش کرنی چاہیے کہ لوگوں کا مرکز اور خلافت سے تعلق مضبوط ہو۔ ان کو یاد دلاتے رہنا چاہیے کہ مرکز میں خط لکھیں سلسلہ کی طرف سے جو تحریکیں ہوں، وہ سنائی جائیں، خطبات پڑھائے جائیں، مذہبی طور پر خلافت کے نظام کی اہمیت بتائی جائے اور بتایا جائے کہ خلافت مذہبی نظام کا جز ہے''۔(الفضل 29 مئی 1928ء)

☆......☆......☆

خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ جسے خدا یہ کرتہ پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کرتے کو اس سے اتار سکے یا چھین سکے۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے لوگ بعض اوقات حقیر بھی سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک ایسا جلوہ فرماتا ہے کہ اس کا وجود دنیا سے غائب ہو کر خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں چھپ جاتا ہے۔تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور اپنی تائید ونصرت ہر حال میں اس کے شامل حال رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنی جماعت کا درد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا درد رکھنے والا، اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا اس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔

اس زمانہ میں جماعت خدا تعالیٰ کی نظر میں بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے اور اب کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ خلافت احمدیہ انشاء اللہ اس شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدے فرمائے تھے۔''(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء)

خطبہ جمعہ

قادیان کی وسعت، جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت صرف رقبہ کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ اس وسعت کا اظہار ہمارے گھروں کی آبادی کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے گھر کی آبادی پر بھی ہے۔ پس ہر احمدی چاہے وہ قادیان کا رہنے والا ہے جس نے قادیان کی ترقی دیکھنی ہے یا ربوہ کا رہنے والا ہے جس نے ربوہ کی ترقی دیکھنی ہے یا کسی بھی ملک کا رہنے والا ہے جس نے جماعت کی ترقی کا حصہ بننا ہے اور جماعت کی ترقی دیکھنی ہے تو اپنی آبادیوں کے ساتھ مسجدوں کو آباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ یہ ترقیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کے گھر کی آبادی کا حق ادا کرنے سے بڑھتا ہے۔

آج ہم جب مسجدوں کی تعمیر کی باتیں کرتے ہیں تو ہر جگہ مسجد کے چھوٹے ہونے کی بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کبھی ہمیں نہ چھوڑے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو خود بھی بڑی شان سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔

قادیان میں اب جہاں جماعتی عمارات میں اضافہ ہو رہا ہے، دفاتر کے علاوہ کارکنان کے رہائشی کوارٹرز اور فلیٹس بھی بن رہے ہیں۔ دوسری عمارتیں بن رہی ہیں۔ وہاں قادیان کے اپنے رہائشیوں کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کر کے توفیق دے رہا ہے کہ وہ اپنے بڑے اور وسیع گھر بنائیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے صاحب حیثیت احمدی بھی اپنی عمارتیں اور گھر بنا رہے ہیں۔ پھر دنیا میں بسنے والے احمدیوں کی بھی اس طرف توجہ ہے۔ لیکن بنیادی چیز وہی ہے جسے ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سب ترقیوں کا راز یا ترقی کا حصہ بننے کا راز خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے۔ جہاں کسی نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا وہاں خدا تعالیٰ بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہ اب صرف قادیان کی ترقی سے وابستہ نہیں بلکہ جماعت کی مجموعی ترقی بھی اس سے وابستہ ہے کہ اپنی مسجدوں کو چھوٹا کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی امید رکھیں۔

قادیان کی ترقی سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ روایات کا ایمان افروز تذکرہ اور احباب کو ضروری نصائح

قبروں پر پھولوں کی چادر چڑھانا یا پھول رکھنا یہ سب لغو باتیں ہیں۔ کسی قسم کا مشرکانہ فعل قبروں پر جا کر نہیں کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی نہیں کرتے۔

مکرم حاجی منظور احمد صاحب درویش قادیان کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 08 رمئی 2015ء بمطابق 08 ہجرت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ جمعہ کو میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے واقعات میں قادیان کے ابتدائی واقعات کا ذکر کیا تھا۔ کس طرح اس وقت قادیان کے اردگرد علاقے کی حالت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سیر کے وقت بھی ایک آدھ آدمی ساتھ ہوتا تھا اور راستہ بھی جھاڑیوں کے بیچ میں سے گزرتا ہوا چھوٹا سا راستہ تھا اور اب قادیان کس طرح ترقی کر رہا ہے اور یہ ترقی عام آبادیوں کی ترقی کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا کہ یہ ترقی ہوگی۔ بڑی شاہراہوں اور سڑکوں کے قریب جو آبادیاں ہوتی ہیں وہ تو ترقی کرتی ہیں لیکن قادیان تو ایک کونے میں تھا، سڑک بھی نہیں تھی پھر بھی ترقی کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی اور پھر ترقی ہوئی اور آجکل کے قادیان کو دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں بلکہ قادیان کا وہ حصہ جو جماعت کے زیر تصرف ہے اس میں تو اب عمارتوں کی وسعت اور خوبصورتی کی وجہ سے سرکاری اداروں کی طرف سے بھی بعض فنکشن پر انہیں استعمال کرنے کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔

بہرحال اس ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے ترقی کے اس نشان کی بعض جگہ اور تفصیل بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں کتنا عظیم الشان نشان دکھایا ہے۔ گو تم نے اس زمانے کو نہیں پایا مگر ہم نے اسے پایا اور دیکھا ہے۔ پس اس قدر قریب زمانے کے نشانات کو اپنے خیال کی آنکھوں سے دیکھنا تمہارے لئے کوئی زیادہ مشکل نہیں۔ اور نشانات جانے دو۔ مسجد مبارک کو ہی دیکھو۔ مسجد مبارک میں ایک ستون مغرب سے مشرق کی طرف کھڑا ہے اس کے شمال میں جو حصہ مسجد کا ہے یہ اس زمانے کی مسجد تھی اور اس میں نماز کے وقت کبھی ایک اور کبھی دو سطریں ہوتی تھیں۔ (یعنی صفیں ہوتی تھیں۔) اس ٹکڑے میں تین دیواریں ہوتی تھیں۔ ایک تو دو کھڑکیوں والی جگہ اور اس حصے میں امام کھڑا ہوا کرتا تھا۔ پھر جہاں (آپ اس وقت بیان کر رہے تھے۔ وہاں پرانا حصہ بھی محفوظ ہے) اب ستون ہے وہاں ایک اور دیوار تھی اور ایک دروازہ تھا۔ اس حصے میں صرف دو قطاریں نمازکی کھڑی ہو سکتی تھیں اور فی قطار (یعنی فی صف) غالباً پانچ سات آدمی کھڑے ہو سکتے تھے۔ اس حصے میں کبھی ایک قطار نمازیوں کی ہوتی اور کبھی دو ہوتی تھیں۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) مجھے یاد ہے جب اس حصہ مسجد سے نمازی بڑھے اور آخری یعنی تیسرے حصے میں نمازی کھڑے ہوئے تو ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ گویا جب پندرھواں یا سولھواں نمازی آیا تو ہم حیران ہو کر کہنے لگے کہ اب تو بہت لوگ نماز میں آتے ہیں۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) تم نے غالباً غور کر کے وہ جگہ نہیں دیکھی ہوگی (بلکہ اب، آجکل بھی قادیان کے رہنے والوں نے غور نہیں کیا ہوگا) مگر وہ ابھی تک موجود ہے۔ جاؤ اور دیکھو۔'' (وہاں کے رہنے والے بھی اس بات پر غور کریں اور جو جلسہ پر جاتے ہیں یا ویسے سال کے دوران جاتے ہیں۔ اب تو جاتے رہتے ہیں، وہ بھی وہاں جا کر کھڑے ہوں اور تصور میں وہ پرانا زمانہ لے کر آئیں تو ایمان میں یقیناً تازگی پیدا ہوتی ہے۔)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ''صحابہ کا طریق تھا کہ وہ پرانی باتوں کو کبھی کبھی عملی رنگ میں قائم کر کے بھی دیکھا کرتے تھے اس لئے تم بھی جا کر دیکھو۔ اس حصے کو الگ کر دو جہاں امام کھڑا ہوتا تھا اور پھر وہاں فرضی دیواریں قائم کرو اور پھر جو باقی جگہ بچے اس میں جو سطریں ہوں گی ان کا تصور کرو اور اس میں تیسری سطر قائم ہونے پر ہمیں جو حیرت ہوئی کہ کتنی بڑی کامیابی ہے اس کا قیاس کرو اور پھر سوچو کہ خدا تعالیٰ

کے فضل جب نازل ہوں تو کیا سے کیا کر دیتے ہیں۔‘‘

پھر اس تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے جو اپنوں میں بھی ہوئی۔ یعنی کہ جو عزیز رشتے دار تھے ان میں بھی پھر بعد میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ پہلے مخالف تھے اور پھر وہ جماعت میں بھی شامل ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ’’مجھے یاد ہے کہ ہمارا ایک کچا کوٹھا ہوتا تھا اور بچپن میں کبھی کبھی کھیلنے کے لئے بھی ہم اس پر چڑھ جایا کرتے تھے۔ اس پر چڑھنے کے لئے جن سیڑھیوں پر ہمیں چڑھنا پڑتا تھا وہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کے پاس سے چڑھتی تھیں۔ اس وقت ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں آ کر احمدی بھی ہو گئیں مجھے دیکھ کر کہا کرتی تھیں کہ ’’جیو جیا کاں او ہو جئ کوکو‘‘۔ میں بوجہ اس کے کہ میری والدہ ہندوستانی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ بچپن میں زیادہ علم نہیں ہوتا اس پنجابی فقرے کے معنی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے اس کے متعلق پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جیسا کوّا ہوتا ہے ویسے ہی اس کے بچے ہوتے ہیں۔ کوّے سے مراد (نعوذ باللہ) تمہارے ابّا ہیں اور کوکو سے مراد تم ہو۔ (آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو) مگر پھر مَیں نے وہ زمانہ بھی دیکھا کہ وہی تائی صاحبہ (جو یہ سب کچھ کہا کرتی تھیں) اگر کبھی مَیں ان کے ہاں جاتا تو بہت عزت سے پیش آتیں۔ میرے لئے گدا بچھاتیں اور احترام سے بٹھاتیں اور ادب سے متوجہ ہوتیں اور اگر میں کہتا کہ آپ کمزور ہیں، ضعیف ہیں، ہلیں نہیں یا کوئی تکلیف نہ کریں تو وہ کہتیں کہ آپ میرے پِیر ہیں۔ گویا وہ زمانہ بھی دیکھا جب میں ’کوکو‘ تھا اور وہ بھی جب میں پِیر بنا۔ اور ان ساری چیزوں کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے تو کس طرح بدل دیتا ہے۔ پس ان انسانوں کو دیکھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو کہ جو تمہیں خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دے اور تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔‘‘

(ماخوذ از الفضل 13 اپریل 1938ء صفحہ 9 جلد 26 نمبر 85)

پس جیسا کہ میں نے کہا یہ واقعات جو ایمان میں تازگی اور ترقی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والے ہونے چاہئیں۔ یہ ہمیں بتانے والے ہونے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں ہم نے بھی ان سے حصہ لینا ہے۔ اور قادیان کے رہنے والے احمدیوں کو بھی خاص طور پر اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

ہم میں سے بہت سے اس بات کو جانتے ہیں اور اس بات کا ذکر بھی ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ کچھ خطبوں میں مَیں نے واقعات بھی بیان کئے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قادیان ترقی کرے گا۔ اور اس کا پھیلاؤ دریائے بیاس تک ہو جائے گا۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک رؤیا کی بنیاد پر کی تھی۔ اب مسجد مبارک کی حالت کا اور نمازیوں کی تعداد کا یہ نقشہ جو حضرت مصلح موعود نے کھینچا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد ایک عام کمرے کے سائز سے زیادہ کی نہیں ہو گی اور پھر جماعت کی تعداد کا بڑھنا مسجدوں میں وسعت پیدا ہونا اور یہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قادیان کی ترقی اور پھیلاؤ کے بارے میں پیشگوئی کرنا آپ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ گو ابھی قادیان کا پھیلاؤ اس حد تک نہیں ہوا لیکن جب ہم بہت سے نشانوں کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں تو یقیناً ایک وقت آئے گا جب یہ نشان بھی پورا ہوتا ہؤا دنیا دیکھے گی۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا آج کا قادیان اس زمانے کے قادیان سے بہت زیادہ وسعت اختیار کر چکا ہے۔ بہرحال حضرت مصلح موعود نے اس پیشگوئی کو کہ قادیان کی آبادی بڑھتے بڑھتے بیاس تک پہنچ جائے گی، اس کو مختلف زاویوں سے بیان فرماتے ہوئے جماعت کے افراد کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور یہ ذمہ داری صرف قادیان کے رہنے والوں کی ہی نہیں بلکہ ہر فردِ جماعت کو اس کو سامنے رکھنا چاہئے۔ ایک تو آپ نے اس حوالے سے ہمیں نمازوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ یہ عجیب بات لگتی ہے کہ آبادی کے بڑھنے کا نمازوں سے کیا تعلق ہے۔ لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں میں یہی خوبصورتی ہے کہ ایک بات کے مختلف پہلو بیان فرما کر اس کی اہمیت کو مزید اُجاگر فرما دیتے ہیں۔

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے جو میں نے بیاس تک پہنچنے کا کہا آپ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ قادیان کی آبادی بیاس تک پھیل گئی ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’میں اس رؤیا سے یہ سمجھتا ہوں کہ قادیان کی آبادی دس بارہ لاکھ ضرور ہو گی‘‘۔ (اور اس وقت آبادی کے بڑھنے کے یہی اندازے لگائے جاتے تھے۔ ہو سکتا ہے اس سے بھی بڑھ جائے۔) ’’اور اگر دس بارہ لاکھ کی آبادی ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چار لاکھ لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے آیا کریں گے‘‘۔ (پس آپ فرماتے ہیں کہ) ’’میرے نزدیک یہ مسجد (یعنی مسجد اقصیٰ) بہت بڑھے گی بلکہ ہمیں اس قدر بڑھانی پڑے گی کہ چار لاکھ نمازی اس میں آ سکیں‘‘۔ (اب ایک مسجد میں چار لاکھ نمازی آنا تو بہت مشکل ہے۔ مسجد اقصیٰ کی توسیع بھی ہو گئی، اگر اور بھی زیادہ توسیع کی جائے اور ارد گرد کے مکانوں کو بھی گرایا جائے تب بھی اتنی تعداد تو وہاں نماز نہیں پڑھ سکتی۔ جتنی حد تک توسیع ہو سکتی تھی وہ کی گئی۔ دار المسیح کا جو علاقہ تھا یا جو گھر تھے ان کو محفوظ رکھنا بھی اس لئے ضروری تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی بعض تاریخی عمارتیں ہیں۔ اس لئے یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ تمام گھر گرا دیئے جائیں۔ اور سب اگر مسجد میں شامل کر بھی لئے جائیں تو جیسا کہ میں نے کہا پھر بھی تین چار لاکھ نمازی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ہاں یہ عین ممکن ہے کہ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ایک وقت ایسا آئے کہ قادیان میں ایک وسیع مسجد بنائی جائے جس میں تین چار لاکھ نمازی نماز پڑھ سکیں۔ بہرحال اُس وقت آپ کے سامنے یہ مسجد اقصیٰ ہی تھی اس کے مطابق بیان فرمایا۔ پھر آپ اسی مسجد اقصیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہمیں اس قدر بڑھانی پڑے گی کہ چار لاکھ نمازی اس میں آ سکیں۔) اس غرض کے لئے اسے چاروں طرف بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس وقت بھی جس جگہ کھڑے ہو کر (آپ فرما رہے ہیں) مَیں خطبہ پڑھ رہا ہوں یہ اس حصے سے باہر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھا۔ وہ مسجد اس موجودہ مسجد کا غالباً دسواں حصہ ہو گی۔ تو دیکھو اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ لوگوں کی مسجدیں خالی پڑی رہتی ہیں اور ہم اپنی مساجد کو بڑھاتے ہیں تو وہ اور تنگ ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ نہیں ملتی۔

پھر آپ نے اپنا وہ واقعہ سنایا۔ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ ایک دفعہ ایک فعل مجھ سے ایسا ہوا جس سے میں سخت ڈرا اور اس میں میری ہی غلطی تھی۔ (آپ فرماتے ہیں) مَیں فوری طور پر پکڑا بھی گیا۔ لیکن (اس پر یہ بھی فرمایا کہ) میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جلد ہی میری بریّت ہو گئی (اور وہ واقعہ ہے جب آپ جمعہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ کہتے ہیں) میری عمر پندرہ سولہ سال تھی۔ جب گھر سے نکلا تو ایک شخص مسجد سے واپس آ رہا تھا تو اس نے کہا کہ مسجد میں تو نماز پڑھنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے اس کی یہ بات سنی اور میں بھی واپس آ گیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر کی نماز پڑھ لی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری شامت کہ مجھے تحقیق کر لینی چاہئے تھی کہ مسجد بھری ہوئی ہے بھی یا نہیں۔ یا وہاں بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی جگہ ہے بھی یا نہیں۔ تو بہرحال آپ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں چھوٹی عمر سے ہی نمازوں کا پابند ہوں اور میں نے آج تک ایک نماز بھی کبھی ضائع نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے کبھی یہ دریافت نہیں فرماتے تھے کہ تم نے نماز پڑھی ہے یا نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب میں گیارھویں سال میں تھا تو ایک دن میں نے ضحیٰ یا اشراق کی نماز کے وقت وضو کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوٹ پہنا اور خدا تعالیٰ کے حضور میں خوب رویا اور میں نے عہد کیا کہ میں آئندہ نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس عہد اور اقرار کے بعد میں نے کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑی لیکن پھر بھی چونکہ میں بچہ تھا اور بچپن میں کھیل کود کی وجہ سے بعض دفعہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ایک دفعہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس میری شکایت کی کہ آپ اسے سمجھائیں۔ یہ نماز باجماعت پوری پابندی سے ادا کیا کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میر محمد اسحٰق صاحب مجھ سے دو سال چھوٹے ہیں اور بچپن میں چونکہ ہم اکٹھے کھیلا کرتے تھے اور ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب کی طبیعت بہت تیز تھی۔ اس لئے وہ میر محمد اسحٰق صاحب کو ناراض ہؤا کرتے تھے اور سختی سے ان کو نماز پڑھنے کے لئے کہا کرتے تھے اور اس بات کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی علم تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کسی نے میرے متعلق یہ شکایت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک تو میر صاحب کی نماز پڑھتا ہے۔ (یعنی حضرت میر اسحٰق صاحب کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو اپنے ابّا کی نماز پڑھتا ہے) اب میں نہیں چاہتا کہ دوسرا میری نماز پڑھے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ وہ خدا کی نماز پڑھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے کبھی نماز کے متعلق نہیں کہا۔ میں خود ہی تمام نمازیں پڑھ لیا کرتا تھا۔

اس سے بچے یہ مطلب بھی نہ لیں کہ ماں باپ ہمیں نماز کے لئے نہ کہیں یا ماں باپ یہ سمجھ لیں کہ بچوں کو نماز کی طرف توجہ دلانا ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعود کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت کچھ حسن ظن تھا۔ نیز حضرت مسیح موعود کو یہ بھی پتا تھا کہ یہی مصلح موعود کا مصداق ہونے والا ہے۔ اس لئے یہ بھی یقین تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی اصلاح بھی فرماتا رہے گا۔ پھر حضرت مصلح موعود کا اپنا یہ فعل کہ گیارہ سال کی عمر میں نماز کے لئے بڑی رقّت سے دعا کرنا اس بات کا گواہ ہے کہ آپ کو نمازوں کی طرف توجہ تھی۔ بہرحال اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ’’لیکن اس دن شاید میری غفلت کو اللہ تعالیٰ دُور کرنا چاہتا تھا کہ جو تھوڑی بہت سستی ہے بھی، بعض دفعہ نماز باجماعت رہ جاتی ہے اس کو دور کرنا چاہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے دیکھ کر کہا (جب میں واپس آ گیا اور جمعہ نہیں پڑھا) کہ محمود ادھر آؤ۔ میں گیا تو آپ نے فرمایا تم جمعہ پڑھنے نہیں گئے۔ میں نے کہا کہ میں گیا تو تھا لیکن معلوم ہؤا کہ مسجد بھری ہوئی ہے وہاں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ میں نے کہنے کو تو یہ کہہ دیا۔ آپ فرماتے ہیں دل میں سخت ڈرا کہ دوسرے کی بات پر اعتبار کیوں کیا۔ معلوم نہیں اس نے جھوٹ کہا تھا یا سچ کہا تھا۔ اگر سچ بولا تب تو خیر لیکن اگر اس نے جھوٹ بولا ہے تو چونکہ اسی کی بات مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیان کر دی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھ سے ناراض ہوں گے کہ تم نے جھوٹ کیوں بولا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں میں اپنے دل میں سخت خائف ہوا کہ

آج نامعلوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں۔ اتنے میں نماز پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عیادت کے لئے آئے۔ آپ کو اُس وقت گردہ کی درد تھی۔ اس لئے جمعہ پر نہیں گئے تھے۔ تو میں قریب ہی اِدھر اُدھر منڈلا رہا تھا کہ دیکھوں آج کیا بنتا ہے۔ ان کے آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے سوال کیا کہ آج جمعہ میں لوگ زیادہ آئے تھے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گنجائش نہیں رہی تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا تو یہ بات سنتے ہی دل بیٹھنے لگا کہ خبر نہیں کہ اس شخص نے مجھ سے سچ کہا تھا یا جھوٹ کہا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میری عزت رکھ لی۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم میں خدا تعالیٰ کے احسانات پر شکر کرنے کا مادہ بہت تھا۔ انہوں نے یہ سنا تو کہا کہ حضور اللہ کا بڑا احسان تھا مسجد خوب لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں بیٹھنے کے لئے ذرا بھی گنجائش نہیں تھی۔ تب میں نے سمجھا کہ اس احمدی نے جو کچھ کہا سچ کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا یہی ذریعہ رکھا ہے کہ ہماری مسجدیں بڑھتی جائیں اور لوگوں سے ہر وقت آباد رہیں۔ جب تک تم مسجدوں کو آباد رکھو گے اس وقت تک تم بھی آباد رہو گے اور جب تم مسجدوں کو چھوڑ دو گے اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں بھی چھوڑ دے گا۔''

(ماخوذ از الفضل 14 مارچ 1944ء صفحہ 10 جلد 33 نمبر 61)

پس قادیان کی وسعت، جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت صرف رقبہ کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ اس وسعت کا اظہار ہمارے گھروں کی آبادی کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے گھر کی آبادی پر بھی ہے۔ پس ہر احمدی چاہے وہ قادیان کا رہنے والا ہے جس نے قادیان کی ترقی دیکھنی ہے یا ربوہ کا رہنے والا ہے جس نے ربوہ کی ترقی دیکھنی ہے یا کسی بھی ملک کا رہنے والا ہے جس نے جماعت کی ترقی کا حصہ بننا ہے اور جماعت کی ترقی دیکھنی ہے تو اپنی آبادیوں کے ساتھ مسجدوں کو آباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ یہ ترقیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کے گھر کی آبادی کا حق ادا کرنے سے بڑھتا ہے۔

پس آج ہم جب مسجدوں کی تعمیر کی باتیں کرتے ہیں تو ہر جگہ مسجد کے چھوٹے ہونے کی بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کبھی ہمیں نہ چھوڑے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو خود بھی بڑی شان سے پورا ہوتا ہؤا دیکھیں۔

پھر حضرت مصلح موعود نے اس پیشگوئی کے حوالے سے جب یہ پیشگوئی کی گئی قادیان کی حالت کا مزید نقشہ کھینچا کہ قادیان کے حالات کیا تھے۔ فرماتے ہیں کہ ''مَیں اس پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں جو قادیان کی ترقی کے متعلق ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس کو بتایا گیا کہ قادیان کا گاؤں ترقی کرتے کرتے ایک بہت بڑا شہر ہو جائے گا جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ کا شہر ہے۔ گویا نو دس لاکھ کی آبادی تک پہنچ جائے گا (جیسا کہ میں نے کہا یہ اس وقت کے اندازے کے مطابق آپ نے بات کی) اور اس کی آبادی شمالاً اور شرقاً پھیلتے ہوئے بیاس تک پہنچ جائے گی جو قادیان سے نو میل کے فاصلے پر بہنے والے ایک دریا کا نام ہے۔ یہ پیشگوئی جب شائع ہوئی اس وقت قادیان کی حالت یہ تھی کہ اس کی آبادی دو ہزار کے قریب تھی۔ سوائے چند ایک پختہ مکانات کے باقی سب مکانات کچے تھے۔ مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرائے پر مل جاتا تھا۔ مکانوں کی زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپیہ کو قابل سکونت مکان بنانے کے لئے زمین مل جایا کرتی تھی۔ بازار کا یہ حال تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا کیونکہ لوگ زمیندار طبقے کے تھے اور خود ہی بجائے اس کے کہ آٹا رکھیں، گندم رکھا کرتے تھے اور دانے پیس کر روٹی پکاتے تھے۔ چکّیاں تھیں۔ تعلیم کے لئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا۔ اس کا مدرّس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانے کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ ڈاک ہفتے میں ایک دفعہ آتی تھی۔ تمام عمارتیں فصیل قصبہ کے اندر تھیں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے ظاہری کوئی سامان نہ تھے کیونکہ قادیان ریل سے گیارہ میل کے فاصلے پر تھا۔ (یعنی ریلوے لائن گیارہ میل پر تھی) اور اس کی سڑک بالکل کچی ہے۔ اور جن ملکوں میں ریل ہوا ان میں اس کے کناروں پر جو شہر واقعہ ہوں انہی کی آبادی بڑھتی ہے (یا سڑکیں ہوں یا ریل ہو۔) کوئی کارخانہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے مزدوروں کی آبادی کے ساتھ شہر کی ترقی ہو جائے۔ کوئی سرکاری محکمہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے قادیان کی ترقی ہو۔ نہ ضلع کا مقام تھا، نہ تحصیل کا حتّی کہ پولیس کی چوکی بھی نہ تھی۔ قادیان میں کوئی منڈی بھی نہ تھی جس کی وجہ سے یہاں کی آبادی ترقی کرتی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید بھی چند سو سے زیادہ نہ تھے کہ ان کو حکماً لا کر یہاں بسا دیا جاتا تو شہر بڑھ جاتا''۔

(ماخوذ از دعوت الامیر، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 561-560)

اب اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے ایک عقلمند شخص جو اس پیشگوئی پر غور کرے اور آج کے قادیان کو بھی دیکھے جو ابھی گو بیاس تک تو نہیں پھیلا لیکن اللہ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے تو پھر بھی آج کے قادیان کو دیکھ کر ہی اس بات کو نشان قرار دے گا بشرطیکہ عقل بھی ہو اور انصاف کی نظر بھی ہو۔

پس جیسا کہ میں نے کہا ایک احمدی کے لئے تو یہ باتیں یقیناً ایمان کا باعث بنتی ہیں لیکن غیروں کی بھی اس طرف توجہ پیدا کرتی ہیں اور کئی ریسرچ کرنے والے یہاں سے جاتے ہیں۔ اسلام کے مضمون پہ ایک بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں، پروفیسر ہیں وہ احمدیت پر بھی ریسرچ کرنے کے لئے اور دیکھنے کے لئے کہ احمدیت جو حقیقی اسلام پیش کرتی ہے وہ کیا ہے، یہاں سے قادیان گئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنے تأثرات لکھے اور وہ تأثرات ایسے ہیں کہ آدمی حیران ہوتا ہے کس طرح غیر بھی بعض باریکیوں میں جا کر نکات نکالتے ہیں۔ بہرحال ان کا جو مضمون ہے وہ شائع ہو جائے گا۔

پھر ایک موقع پر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''یہ نظارہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کی ترقی کے متعلق دیکھا اس کے متعلق یہ ضروری نہیں کہ قادیان کی ترقی کا سارا نظارہ آپ کو دکھا دیا گیا ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس سے کم قادیان کی ترقی نہ ہو۔ اگر زیادہ ہو جائے تو وہ اس پیشگوئی میں کوئی حارج نہیں ہوگی بلکہ اس کی شان اور عظمت کو بڑھانے والی ہوگی۔ پس یہ خواب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اس کے یہ معنی نہیں کہ اس سے آگے قادیان نہیں بڑھے گا۔ ممکن ہے کہ کسی وقت قادیان اتنا ترقی کر جائے کہ دریائے بیاس قادیان کے اندر بہنے والا ایک نالہ بن جائے اور قادیان کی آبادی دریائے بیاس سے آگے ہوشیار پور کے ضلع کی طرف نکل جائے۔''

(خطبات محمود جلد 28 صفحہ 35۔ الفضل 11 فروری 1947ء صفحہ 2)

قادیان میں اب جہاں جماعتی عمارات میں اضافہ ہو رہا ہے، دفاتر کے علاوہ کارکنان کے رہائشی کوارٹرز اور فلیٹس بھی بن رہے ہیں۔ دوسری عمارتیں بن رہی ہیں۔ وہاں قادیان کے اپنے رہائشیوں کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کر کے توفیق دے رہا ہے کہ وہ اپنے بڑے اور وسیع گھر بنائیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے صاحب حیثیت احمدی بھی اپنی عمارتیں اور گھر بنا رہے ہیں۔ پھر دنیا میں بسنے والے احمدیوں کی بھی اس طرف توجہ ہے۔ لیکن بنیادی چیز وہی ہے جسے ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سب ترقیوں کا راز یا ترقی کا حصہ بننے کا راز خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے۔ جہاں کسی نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا وہاں خدا تعالیٰ بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہ اب صرف قادیان کی ترقی سے وابستہ نہیں بلکہ جماعت کی مجموعی ترقی بھی اس سے وابستہ ہے کہ اپنی مسجدوں کو چھوٹا کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی امید رکھیں۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف قادیان کی ترقی ہی نہیں بلکہ جماعت کی ہر طرح کی ترقی کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جب ایک نشان ہم پورا ہوتا دیکھتے ہیں تو دوسرے نشان کے پورے ہونے کے بارے میں بھی یقین بڑھتا ہے۔ بعض دفعہ بعض حالات میں بعض لوگوں کے دل میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ خود ہی بعض اندازے لگا کر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ یہ کام فلاں پیشگوئی کے مطابق اب ہو جائے گا۔ بعض تنگ حالات اور مشکلات کو دیکھ کر پریشان بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان میں تو پریشانی ہے آج ہی پاکستان سے خبر آئی کہ پنجاب حکومت نے اپنے خیال میں فرقہ واریت کے خاتمہ کے نام پر مختلف طبقۂ فکر کی اور مختلف گروپوں کی، گروہوں کی بعض کتب بین (Ban) کی ہیں جس میں بعض جماعتی کتب بھی ہیں جن کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ الفضل ہے، روحانی خزائن ہے، حکومت نے ان پر اَن پڑھ مولویوں کے کہنے پر بین لگا دیا ہے۔ مولوی جو کہتے ہیں وہ حکومت مان لیتی ہے۔ کبھی پڑھ کر یہ غور نہیں کریں گے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں اسلام کی حقیقی تعلیم کا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے اور ہمیشہ اسلام کا دفاع کیا ہے اور مولویوں کو، مسلمانوں کو اور دوسرے مذاہب کو صحیح راستہ دیکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بہرحال جیسے بھی حالات ہوں ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ ''اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً'' کہ خدا تعالیٰ کی مدد اچانک آئے گی۔ حضرت مصلح موعود اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ تم آج قیاس نہیں کر سکتے کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم کل قیاس نہیں کر سکتے کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم تہجد کے لئے اٹھو گے تو تم خیال کر رہے ہو گے کہ ابھی منزل باقی ہے، پتا نہیں کتنی دور اور جانا ہے۔ صبح کی نماز پڑھ رہے ہو گے تو مصائب پر مصائب نظر آ رہے ہوں گے مگر جونہی سورج نظر آیا خدا تعالیٰ کی نصرت تمہارے پاس پہنچ جائے گی اور تمہارے دشمن کے لئے ہر طرف مصائب ہی مصائب ہوں گے۔

(ماخوذ از الفضل 30 جنوری 1949ء صفحہ 6 جلد 3 نمبر 23)

پس اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں۔ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑے رکھیں اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔ سورج طلوع ہوگا اور ضرور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی۔

اب بعض متفرق حوالے بھی پیش کرتا ہوں۔ وقفِ نَو کی کلاس میں ایک بچی نے سوال کیا کہ قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے یا پھول رکھنے میں کیا حرج ہے؟ یہ جائز ہے کہ نہیں؟ بہرحال اس کو میں نے جواب دے دیا تھا کہ یہ فضولیات ہیں، بدعات ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے اور ان کا فائدہ بھی کوئی نہیں۔ لوگ

قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر بھی بعض دفعہ ایسی حرکات کرتے تھے۔ پہلے بھی کرتے تھے، بعد میں بھی کرنے لگے۔ اس لئے اب وہاں جنگلہ لگا کر اس علاقے کو بند بھی کر دیا گیا ہے تا کہ یہ بدعات نہ پھیلیں۔ اس پر ایسا ہی واقعہ جب حضرت مصلح موعود کے علم میں آیا تو آپ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ کہ ”مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار سے تبرک کے طور پر مٹی لے جاتے ہیں۔ بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر پھول چڑھا جاتے ہیں۔ یہ سب لغو باتیں ہیں۔ ان سے فائدہ کچھ نہیں ہوتا اور ایمان ضائع چلا جاتا ہے۔ بھلا قبر پر پھول چڑھانے سے مُردے کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ ان کی روحیں تو اس قبر میں نہیں ہوتیں وہ تو اَور مقام پر ہوتی ہیں۔ ہاں اس میں شبہ نہیں کہ روح کو اس ظاہری قبر کے ساتھ ایک لگاؤ اور تعلق ضرور ہوتا ہے۔ (یہ مسئلہ بھی سمجھنا چاہئے) اور کوئی مرنے والے کی روحیں کسی بھی جہان میں ہوں اللہ تعالیٰ ان ظاہری قبروں سے بھی ان کی ایک رنگ میں وابستگی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ ایک بزرگ کی قبر پر دعا کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا جب میں دعا کر رہا تھا تو صاحب قبر اپنی قبر سے نکل کر میرے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ مگر اس سے مراد یہ بھی نہیں کہ ان کی روح اس مٹی سے باہر نکلی بلکہ ظاہری تعلق کی وجہ سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مٹی کی قبر پر کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو اپنی اصلی قبر سے آپ تک آنے کی اجازت دے دی۔ وہی قبر جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ یعنی پھر اسے مار دیا، پھر اسے قبر میں رکھا۔ اس قبر میں مرنے کے بعد انسان کی روح رکھی جاتی ہے“

(مزار حضرت مسیح موعودؑ پر دعا اور اس کی حکمت، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 189-188)

یعنی اس قبر سے اس کا تعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کے حوالے سے اس کے لئے دعا ہوتی ہے۔ جو ظاہری قبر ہے اس سے بھی اس روح کا تعلق رہتا ہے اور اس حوالے سے اس کے لئے دعا ہوتی ہے ورنہ پھول وغیرہ چڑھانا کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ان بزرگ کے لئے بھی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں دعا کا ایک جوش پیدا ہوا ہو گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو اس کی روح کی اصل جگہ سے اس قبر تک بھیجا اور وہ اس قبر کے اوپر آ گیا جس کو آپ نے کشفی حالت میں دیکھا۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہاں کے پرانے لوگوں سے اس بزرگ کا حلیہ پوچھا جو روایتاً چلتا آ رہا تھا تو وہ آنکھوں وغیرہ کے نقش اور چہرے کے نقش وغیرہ بالکل وہی تھا جو آپ نے دیکھا تھا۔

بہر حال پھول وغیرہ قبروں کو یا روح کو کوئی فائدہ نہیں دیتے۔ ہاں دعائیں فائدہ دیتی ہیں جو کرنی چاہئیں۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ دفن ہوتے ہیں تو مٹی بن جاتے ہیں۔ یہ قانون قدرت ہے اور جب ایسی حالت ہو تو ظاہری پھولوں کی خوشبوؤں نے کسی کو کیا دینا ہے۔ روحوں کی جزا سزا کے لئے بھی تو روحیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں اور ہوتی ہیں اور اس روح کے ثواب کے لئے اب دعا کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت کا سلوک کرے۔ کسی قسم کا مشرکانہ فعل قبروں پر جا کر نہیں کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی نہیں کرتے۔ لیکن بعض دفعہ ایسی باتیں آ جاتی ہیں کہ یہاں بھی بعض لوگ پھول وغیرہ چڑھاتے ہیں اور یہ بے مقصد فعل ہیں۔ ہماری قبروں پہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

ایک اور واقعہ جس کا حضرت مصلح موعود نے ذکر فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے لکھے جانے اور پڑھے جانے سے متعلق ہے وہ بھی عجیب واقعہ ہے اور اس سے بعض ٹیڑھے لوگوں کی فطرت کا پتا لگتا ہے۔ یہ نہیں کہ بعد میں ٹیڑھے ہوتے ہیں شروع سے ہی ٹیڑھے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے انجام بھی پھر صحیح نہیں رکھتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”1897ء میں جب لاہور میں جلسہ اعظم کی بنیاد پڑی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس میں مضمون لکھنے کے لئے کہا گیا تو خواجہ صاحب ہی یہ پیغام لے کر آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان دنوں میں اسہال کی تکلیف تھی۔ باوجود اس تکلیف کے آپ نے مضمون لکھنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ختم کیا۔ مضمون جب خواجہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تو انہوں نے اس پر بہت کچھ نا امیدی کا اظہار کیا اور خیال ظاہر کیا کہ یہ مضمون قدر کی نگاہوں سے نہ دیکھا جاوے گا اور خواہ مخواہ ہنسی کا موجب ہو گا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ ”مضمون بالا رہا“۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبل از وقت اس الہام کے متعلق اشتہار لکھ کر لاہور میں شائع کرنا مناسب سمجھا اور اشتہار لکھ کر خواجہ صاحب کو دیا کہ اسے تمام لاہور میں شائع اور چسپاں کیا جائے اور خواجہ صاحب کو بہت کچھ تسلی اور تشفی بھی دلائی۔ مگر خواجہ صاحب چونکہ فیصلہ کر بیٹھے تھے کہ مضمون نعوذ باللہ لغو اور بیہودہ ہے انہوں نے نہ خود اشتہار شائع کیا نہ لوگوں کو شائع کرنے دیا۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم بتا کر جب بعض لوگوں نے خاص زور دیا تو رات کے وقت لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر چند اشتہار دیواروں پر اونچے کر کے لگا دیئے تا کہ لوگ ان کو پڑھ نہ سکیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی کہا جا سکے کہ ان کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے کیونکہ خواجہ صاحب کے خیال میں وہ مضمون جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ’بالا رہا‘ اس قابل نہ تھا کہ اسے ایسے بڑے محققین کی مجلس میں پیش کیا جائے۔ آخر وہ دن آیا جس دن اس مضمون کو سنایا جانا تھا۔ مضمون جب سنایا جانا شروع ہوا تو ابھی چند منٹ نہ گزرے تھے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جس طرح تاریخ میں ذکر آتا ہے لوگ بت بن گئے اور ایسا ہوا کہ گویا ان پر سحر کیا ہوا ہے۔ وقت مقررہ گزر گیا۔ لوگوں کی دلچسپی میں کچھ کمی نہ آئی اور وقت بڑھایا گیا مگر وہ بھی کافی نہ ہوا۔ آخر لوگوں کے اصرار سے جلسے کا ایک دن اور بڑھایا گیا اور اس دن بقیہ لیکچر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ختم کیا گیا۔ مخالف اور موافق سب نے بالاتفاق کہا کہ حضرت مسیح موعود کا لیکچر سب سے بالا رہا اور خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات پوری ہوئی۔ مگر اس زبردست پیشگوئی کو خواجہ صاحب کی کمزوری ایمان نے پوشیدہ کر دیا۔ اب ہم ان واقعات کو سناتے ہیں مگر کجا ہمارے سنانے کا اثر اور کجا وہ اثر جو اس اشتہار کے قبل از وقت شائع کر دینے سے ہوتا۔ اس صورت میں اس پیشگوئی کو جو اہمیت حاصل ہوتی ہر ایک شخص بخوبی ذہن میں لا سکتا ہے“۔

(آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 182-181)

کہتے ہیں خواجہ صاحب بڑے پڑھے لکھے تھے، وکیل تھے لیکن جب تکبر پیدا ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی بات کے آگے انسان اپنی عقل کو کچھ سمجھنے لگے تو انسان کی عقل پہ ایسا پردہ پڑتا ہے جو انسان کو بالکل بے عقل کر دیتا ہے اور کسی کام کا نہیں رہنے دیتا۔ یہ مضمون تو ایسا ہے کہ آج بھی جب ہم پڑھے لکھے غیروں کو یہ دیتے ہیں تو اس کو پڑھ کے وہ اس کی علمی حیثیت اور اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو جاتے ہیں بلکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان سے پوچھتا ہوں کس طرح احمدیت قبول کی؟ تو وہ بتاتے ہیں کہ ہم نے اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھ کے احمدیت قبول کی۔ لیکن خواجہ صاحب کے نزدیک یہ استہزاء کا موجب بن سکتا تھا اور پھر ڈھٹائی اتنی کہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں ہونے کا دعویٰ لیکن ساتھ ہی آپ کے حکم پر عمل بھی نہیں ہو رہا لیکن بعد میں لوگوں نے جو اس کی تعریف کی تو اللہ تعالیٰ کے فعل نے خود ہی ان کے منہ پر ایک طمانچہ لگا دیا۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ احمدیوں میں کس قسم کی دینی غیرت ہونی چاہئے؟ حضرت مصلح موعود نے ایک واقعہ بیان کیا۔ آپ کو کوئی رپورٹ پہنچی تھی کہ بعض لوگ ایسی جگہ گئے ہیں جہاں جماعت کو، بزرگوں کو غیر علماء گالیاں دے رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”اوّل تو یہ سوال کہ جہاں گالیاں دی جاتی ہیں وہاں انسان جائے ہی کیوں۔ جہاں مخالف لوگ تقریریں کرتے ہیں اور بعض احمدی سننے چلے جاتے ہیں۔ ان کا وہاں جانا ہی بتاتا ہے کہ وہ حقیقی غیرت کے مقام پر نہیں ہیں کیونکہ کبھی کسی شخص کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ فلاں مقام پر میرے باپ کو گالیاں دی جا رہی ہیں میں جا کر سن آؤں؟ یا کوئی کسی کو اطلاع دے کہ فلاں جگہ تمہاری ماں کو گالیاں دی جا رہی ہیں اور وہ جھٹ جوتا ہاتھ میں پکڑ کر بھاگ اٹھے کہ سنوں، کیسی چٹخارے دار گالیاں دی جاتی ہیں؟ اگر تمہارے اندر حقیقی غیرت ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اپنے امام اور دوسرے بزرگوں کے متعلق گالیاں سننے کے لئے جاتے ہی کیوں ہو۔ تمہارا وہاں جانا بتاتا ہے کہ تمہارے اندر غیرت نہیں یا ادنیٰ درجہ کی غیرت ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں آریوں نے لاہور میں ایک جلسہ کیا اور آپ سے خواہش کی کہ آپ بھی مضمون لکھیں جو وہاں پڑھا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ان لوگوں کی عادت کو جانتے ہیں یہ ضرور گالیاں دیں گے۔ اس لئے ہم ان کے کسی جلسہ میں حصہ نہیں لیتے۔ مگر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور لاہور کے بعض دوسرے لوگ جن کی خوشامد وغیرہ کر کے آریوں نے انہیں آمادہ کر لیا ہوا تھا کہنے لگے کہ اب چونکہ ملک میں سیاسی تحریک شروع ہوئی ہے اس لئے آریوں کا رنگ بدل گیا ہے۔ آپ ضرور مضمون لکھیں اس سے اسلام کو بہت فائدہ ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کراہت کے باوجود ان کی بات مان لی اور مضمون رقم فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو پڑھنے کے لئے لاہور بھجوا۔ آپ فرماتے ہیں میں بھی ساتھ گیا اَور بھی بعض دوست گئے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون پڑھا گیا جس میں سب باتیں محبت اور پیار کی تھیں۔ اس کے بعد ایک آریہ نے مضمون پڑھا جس میں شدید گالیاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھیں اور وہ تمام گندے اعتراضات کئے گئے تھے جو عیسائی اور آریہ کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے آج تک اپنی اس غفلت پر افسوس ہے۔ میرے ساتھ ایک اور صاحب بیٹھے تھے ٹھیک یاد نہیں کون تھے۔ جب آریہ لیکچرر نے سخت کلامی شروع کی تو میں اٹھا اور میں نے کہا میں یہ نہیں سن سکتا اور جاتا ہوں۔ مگر اس شخص نے جو میرے پاس بیٹھا تھا کہا کہ حضرت مولوی صاحب اور دیگر علمائے سلسلہ بیٹھے ہیں۔ اگر اٹھنا مناسب ہوتا تو وہ نہ اٹھتے۔ میں نے کہا ان کے دل میں جو ہو گا وہ جانتے ہوں گے مگر میں نہیں بیٹھ سکتا۔ مگر اس نے کہا راستے سب بند ہیں۔ دروازوں میں لوگ کھڑے ہیں۔ آپ درمیان سے اٹھ کر گئے تو شور ہو گا اور فساد پیدا ہو گا۔ چپکے سے بیٹھے رہو۔ میں ان کی باتوں میں آ گیا اور بیٹھا رہا۔ مگر مجھے آج تک افسوس ہے کہ جب ایک نیک تحریک میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی تھی تو میں کیوں نہ اٹھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ سنا کہ جلسے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئی ہیں تو آپ سخت ناراض ہوئے اور حضرت خلیفہ اول پر بھی بڑے ناراض ہوئے کہ کیوں نہ آپ لوگ پروٹسٹ کرتے ہوئے، احتجاج کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر آ گئے۔ کسی طرح آپ کو یہ گوارا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ تو بہرحال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار ناراضگی کا اظہار فرما رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب جلسے میں نہیں گئے تھے مجھے یاد ہے کہ چلتے چلتے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کی تصدیق بھی کرتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ ذہول ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ 'ذہول' کا لفظ میں نے ان سے اسی وقت پہلی دفعہ سنا تھا اور وہ یہ بات بار بار اس طرح کہتے کہ جس سے ہنسی آتی۔ (ذہول کا مطلب ہوتا ہے غلطی ہو گئی یا غفلت ہو گئی۔ افسوس کا اظہار بھی کرتے چلے جاتے تھے اور پھر ساتھ کہتے بھی جاتے تھے کہ ذہول ہو گیا۔) بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تھوڑی دیر بعد معاف کر دیا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ موجود ہے۔ پس ہمیشہ اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے لیکن بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ ان گالیوں کو بعد میں ہم کتاب کی صورت میں شائع کر دیں کیونکہ یہ گالیاں پڑنا بھی سلسلہ کی تائید کا ایک حصہ ہیں۔ یہ ہر ایک کا کام نہیں کہ وہاں جائے اور لوگ جو کرتے ہیں یا جو وہ سنتے ہیں اسے اپنے ریکارڈ میں محفوظ کر لیں لیکن اس وقت اس مجلس میں جانا یا بیٹھنا اس مجلس کے اعزاز کو بڑھانا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ جو مخالفین ہمارے بارے میں لکھتے ہیں ہم یہ لکھنے پر مجبور ہیں کیونکہ آئندہ نسلوں کو ان باتوں سے آگاہ کرنا ضروری ہے مگر مجلس میں جا کر بیٹھنے سے نہ آئندہ نسلوں کو کوئی فائدہ ہے اور نہ موجودہ زمانے کے لوگوں کو۔ اور جو ایسی مجلس میں جاتے ہیں وہ غیرت کو پامال کرتے ہیں۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس سے احتیاط کریں، ایسی مجالس میں کوئی نہ جائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 298 تا 300)

پس یہ بات ہمارے بڑوں کو بھی اور نوجوانوں کو بھی آج بھی یاد رکھنی چاہئے اور ایسی مجالس سے قرآنی حکم کے مطابق بھی اٹھ کر آ جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں صحیح فیصلے کرنے اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ضمناً مَیں پچھلے خطبہ کے حوالے سے ایک بات اور بھی کہہ دوں۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے کھانسی دور ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان کیا تھا۔ اس کے بعد ایک صاحب نے لکھا کہ میں نے خطبہ میں یہ پڑھا ہے کہ وہاں کیلے کا ذکر نہیں سیب کا ذکر ہے۔ بہرحال الہام پورا ہونا تھا وہ ہو گیا لیکن یہ دونوں ذکر آتے ہیں اور اس سیب کے ذکر میں بھی آپ نے یہ فرمایا کہ پہلے آپ نے کیلا کھایا۔ کھا رہے تھے کہ میں نے روکا تو رک گئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد سیب کھانا شروع کر دیا جو حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب لے کر آئے تھے اور اتنا کھٹا سیب تھا کہ اچھے بھلے انسان کو اس سے کھانسی ہو سکتی ہے۔ لیکن آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ کھانسی دور ہو گئی۔ اس لئے میں نے باوجود نہ چاہتے ہوئے اس کھٹے سیب کو کھا لیا۔

(ماخوذ از تقدیر الٰہی، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 579)

تو بہرحال اصل چیز یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دعا سے اس کا علاج ہو چکا ہے اب کوئی چیز اثر نہیں کرے گی اور اس نے نہیں کیا۔ یہ میں آپ کو اس لئے بتا رہا ہوں کہ ایک خط تو مجھے آ چکا ہے اور لوگ کہیں اور واقعہ پڑھیں تو مزید بھی شاید آ جائیں۔ یہ واقعہ گزشتہ ہفتے بھی میرے پاس تھا لیکن میں نے پڑھا نہیں تھا۔ تو بہرحال کیلا اور سیب دونوں کا ذکر آتا ہے اور دونوں میں نے بیان کر دیئے۔

اب نماز جمعہ کے بعد ایک نماز جنازہ غائب بھی مَیں پڑھاؤں گا جو ہمارے ایک درویش حاجی منظور احمد صاحب کا ہے۔ ان کی یکم مئی کو 85 سال کی عمر میں قادیان میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ چانگریاں ضلع سیالکوٹ میں 1929 میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت نظام الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور والدہ بھی آپ کی صحابی تھیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے بھائیوں کے ساتھ آپ نے فرنیچر بنانے کا کام سیکھا۔ 1947ء میں جب تحریک ہوئی کہ حالات کی سنگینی کی وجہ سے قادیان میں خدام کو بلایا گیا ہے تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر آپ حفاظت مرکز کے لئے پچیس میل سے زائد پیدل سفر کر کے گہرے پانیوں میں سے گزر کر رتن باغ لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پاس پہنچے۔ وہاں سے بڑے مشکل حالات میں ستمبر یا اکتوبر 1947ء کو قادیان پہنچے۔ ابتدائی درویشان میں شامل ہو کر مخالف حالات میں بڑی بہادری اور جانفشانی سے خدمت کی۔ ابتدائی دنوں میں جبکہ بارشوں کی وجہ سے بعض چھتیں اور دیواریں گر گئیں تو آپ کو کیونکہ یہ ہنر آتا تھا آپ ان کی مرمت کر کے ٹھیک کیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ کو بعض اہم خدمات بھی سپرد کی جاتی رہیں۔ جو کام بھی آپ کے سپرد ہوا آپ نے انتہائی خوش اسلوبی اور محنت کے ساتھ انجام دیا جس میں بہشتی مقبرہ کی دیوار بنانا، لائبریریوں کی کتب کی حفاظت کا سامان کرنا وغیرہ شامل تھا۔ قادیان کے ماحول کو سازگار کرنے میں آپ نے غیر مسلموں سے رابطے کئے اور اپنے حسن سلوک سے ان کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ آپ ایک نہایت اچھے کاریگر تھے۔ صدر انجمن احمدیہ کی تعمیرات کے لئے راج مستری کے علاوہ لکڑی کا ہر قسم کا کام کر لیا کرتے تھے۔ ضرورت کے مطابق اپنی ذہنی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے کام کے لئے اچھا ڈھنگ نکال لیتے۔ آپ کو منارۃ المسیح پر ماربل لگانے کی سعادت بھی ملی۔ ماربل کی بڑی بھاری سلیں اوپر چڑھانے کے لئے آپ نے لکڑی کا سٹینڈ اور دیسی قسم کی مشین بنائی کیونکہ اوپر چڑھانے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا۔ اس کے ذریعہ پورے منارے پر سلیں لگائیں۔ اوپر کا گنبد بنانا بہت مشکل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کام کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح سرینگر، جموں، مسکر اور ساندھن کی مساجد اور دہلی کی مسجد اور مشن ہاؤس میں غیر معمولی تعمیراتی کام بڑی حکمت سے کرنے کی سعادت پائی۔ سالہا سال تک جلسہ سالانہ کے موقع پر پنڈال لگانے کا کام بھی کرتے رہے۔ جماعتی اموال کا بہت درد تھا اور ہمیشہ معیار کو برقرار رکھتے ہوئے کم خرچ میں تعمیراتی کام کیا کرتے تھے۔ 1992ء میں حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ آخری وقت تک جماعت کے ہر پروگرام میں شامل ہوتے رہے۔ آپ کی شادی بڑی سادگی سے بڑے معجزانہ رنگ میں ہوئی۔ اہلیہ نے بھی بڑی تنگدستی کے حالات میں صبر و شکر سے ان کے ساتھ گزارا کیا اور آپ کا ساتھ دیا۔ آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ سب شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ دو بیٹے جواں سالی کی عمر میں وفات پا گئے جن کا صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔ آپ کی اہلیہ وفات پا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

☆......☆......☆

بینن (مغربی افریقہ) کے ریجن پاراکو کے گاؤں Tokorou میں احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

رپورٹ: مظفر احمد ظفر۔ مبلغ سلسلہ بینن

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاراکو ریجن کے گاؤں توکورو میں جماعت احمدیہ کو پہلی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ گاؤں پاراکو سے 53 کلومیٹر دور چئورو کے علاقہ میں واقع ہے۔ پانچ سال قبل مکرم آصف ڈار صاحب مبلغ سلسلہ کی کوششوں سے اس گاؤں میں احمدیت کا نفوذ ہوا اور نومبائعین ایمان و اخلاص میں بڑھنے لگے۔ چندوں کی ادائیگی اور جماعتی پروگرامز میں ہمیشہ شامل ہوتے۔ اس گاؤں کے افراد 'باریبا' اور 'پیل' اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ قبل ازیں توکورو گاؤں میں جماعت کی ایک کچی مسجد تھی جو جماعتی ضروریات کے لئے ناکافی تھی۔

گزشتہ سال توکورو گاؤں کے افراد نے ایک پلاٹ جماعت کو donate کیا۔ مقامی انتظامیہ سے ضروری کاغذات کی تکمیل کے لئے کارروائی عمل میں لائی گئی۔ چند ماہ قبل مسجد کا سنگ بنیاد ایک سادہ تقریب میں رکھا گیا۔

18/اپریل 2015ء بروز ہفتہ مرکز کوتونو سے ایک وفد امیر صاحب بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب کے ہمراہ افتتاحی تقریب کے لئے تشریف لایا۔ مکرم صدر صاحب پاراکو الحاج ابراہیم حمزہ صاحب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ فرنچ ترجمہ کے بعد صدر صاحب پاراکو نے مسجد کی تعمیر کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ آپ نے وفد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ کچی مسجد جماعت کی ضروریات کے لئے ناکافی تھی۔ اور اب ایک پختہ مسجد کی ضرورت تھی۔ یہ خوبصورت مسجد ہمارے گاؤں کی خوبصورتی میں ایک اضافہ ہے اور اس مسجد سے جماعت احمدیہ کی ترقیات کے دروازے مزید کھلیں گے۔

اس کے بعد صدر صاحب بیکیرو، صدر صاحب Gahkpeno، صدر صاحب Godobaka، صدر صاحب Woodi نے خطاب کیا اور جماعت کی کاوشوں کو سراہا۔ نیز اس علاقہ میں مسجد کی تعمیر پر خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر امیر صاحب بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے احباب جماعت سے خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ مسجد اللہ کا گھر ہے یہ گھر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو خدائے واحد کی عبادت کرتا ہے۔ یہ مسجد بھی دوسری تمام جماعتی مساجد کی طرح علاقہ میں پیار و محبت و امن و سلامتی پھیلانے کا موجب بنے گی۔

عبادتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے کہا کہ مسجد کی حقیقی خوبصورتی نمازوں کے قیام میں ہے۔ تقریر کے آخر پر آپ نے احباب کو مبارک باد پیش کی۔ دعا کے بعد تمام حاضرین لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے توکورو جماعت کے افراد نے نہایت محنت توجہ اور جانفشانی سے مسجد کی تعمیر

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 2

آخرین کی جماعت کا تزکیہ

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 فروری 2008ء میں فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

'' وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ(الجمعۃ:4)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے آخَرِیْن کا اپنی باطنی توجہات کے ذریعہ اسی طرح تزکیہ فرمائیں گے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کا تزکیہ فرمایا کرتے تھے۔''

(عربی عبارت کا اردو ترجمہ از حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 244 مطبوعہ لندن)

پس یہ باطنی توجہات اس عاشق صادق کے ذریعہ سے، اس مسیح و مہدی کے ذریعہ سے ظاہر ہونی تھیں جس نے ایک جماعت قائم کرنی تھی اور اس آخَرِیْنَ کی جماعت کو پہلوں سے ملانا تھا۔ **سو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں لاکھوں کا تزکیہ ہوا۔** اور ان تزکیہ شدوں نے پھر آگے ایک جماعت بنائی اور ان کی جماعت بڑھتی چلی گئی۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی زندگیوں میں ایسی پاک تبدیلیوں کی لاتعداد نہایت روشن اور درخشندہ مثالیں موجود ہیں اور جماعت کا لٹریچر ایسے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر اس بات کی شہادت ان پُرشوکت الفاظ میں دی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نُور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ **وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔ بہتیرے اُن میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔** بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سِلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ **ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔** غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا!''۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 307-306)

............☆......☆......☆............

ترقیات کے الٰہی وعدوں کا فیض وہی پائے گا جو اپنے تزکیہ کی طرف توجہ دے گا

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جماعت کی ترقیات کا وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا خدا ہے اور اس کے وعدے پورے ہوتے ہوئے ہم نے ماضی میں بھی دیکھے، آج بھی دیکھ رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ دیکھیں گے۔ **لیکن ہر فرد جماعت کو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اس کی ذات وعدوں کے پورا ہونے کی مصداق تب بنے گی جب اپنے تزکیہ کی طرف توجہ دے گا۔ پس ہر احمدی کی اپنی ذات کے بارے میں بھی اور بحیثیت نگران اپنے بیوی بچوں کے بارے میں بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اس تزکیہ کی طرف توجہ دے۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے الفاظ کے متعلق کہ کیوں یہاں جمع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس آیت میں اس تفہیم کی غرض سے بھی یہ لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ تا ظاہر کیا جائے کہ وہ آنے والا ایک نہیں رہے گا بلکہ وہ ایک جماعت ہو جائے گی جن کو خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہوگا اور وہ اس ایمان کے رنگ و بو پائے گی جو صحابہؓ کا ایمان تھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 220 مطبوعہ لندن)

پس یہ وہ معیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور آپؑ نے اس کی وضاحت فرمائی۔ جس کے حصول کے لئے، جس کے قائم رکھنے کے لئے اور نہ صرف اپنے اندر قائم رکھنے کے لئے بلکہ اپنے بیوی بچوں اور اپنے ماحول میں بھی قائم رکھنے کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ **اور اس کے حصول کے لئے وہ طریق اپنانے ہوں گے جن کے بارے میں قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے وہ اسلوب سیکھنے ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سکھائے ہیں۔''**

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 فروری 2008ء)

............☆......☆......☆............

حقیقی تقویٰ وطہارت کے حصول کے لئے چند ضروری امور
بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات و فرمودات میں قرآنی تعلیمات اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں تزکیۂ نفوس و اموال کے لئے مختلف پیرایوں میں متعدد مقامات پر تفصیل سے رہنمائی فرمائی ہے۔

فلاح ونجات کا سرچشمہ۔ قرآن مجید

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''**خدا کی کتاب اور خدا کے رسول جو دنیا میں آتے ہیں بڑی غرض اُن کی یہی ہوتی ہے جو دُنیا کو پاپ اور گناہ کی زندگی سے چھڑا دیں اور خدا سے پاک تعلقات قائم کریں۔**......خدا کی کتاب کا فرض یہی ہے کہ وہ خدا کو ملا دے اور خدا کی ہستی کے بارہ میں یقین کے درجہ تک پہنچا دے اور خدا کی عظمت اور ہیبت دل میں بٹھا کر گناہ کے ارتکاب سے روک دے ورنہ ہم ایسی کتاب کو کیا کریں جو نہ دل کا گند دور کر سکتی ہے اور نہ ایسی پاک اور کامل معرفت بخش سکتی ہے جو گناہ سے نفرت کرنے کا موجب ہو سکے۔......پس ایک حقیقی پاکیزگی کا طالب ایسی کتاب کو کیا کرے جس کے ذریعہ سے یہ ضرورت رفع نہ ہو سکے؟ اِس لئے میں ہر ایک پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ وہ کتاب جو اِن ضرورتوں کو پورا کرتی ہے وہ قرآن شریف ہے۔''

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 307-305)

اسی طرح فرمایا:

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو۔ اور اُس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی نے نہ کیا ہو۔...... **تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔**......اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ ...... پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ **قرآن** وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔...... **قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صُوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو''۔**

(کشتیءنوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27-26)

............☆......☆......☆............

تزکیہ کے حصول کے تین ذرائع

1: مجاہدہ اور تدبیر 2: دعا 3: صحبت صالحین

ایک موقع پر حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ و طہارت کے حصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''**حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک اُمنگ اور جوش ہوتا ہے۔** اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے...... **اوّل ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے** ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے اس لیے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لیے (جس کو اللہ تعالیٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ **جہانتک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں۔ اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔** اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہیے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیے۔

یادرکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اس کو حقیر مت سمجھو۔ اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے۔ **جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں** اور اس طرح پر خدا تعالیٰ اُن سے الگ ہو جاتا ہے۔......

پس حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حاصل کرنے کے واسطے اوّل یہ ضروری شرط ہے کہ جہاں تک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کر دو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں۔ جس قدر دنیا میں تدابیر کی راہ کھلی ہے اس قدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لیے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے اس لیے جس قدر ہو سکے دعا کرو۔ یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن : 61)

تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لیے قبول کروں گا۔......**مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے** بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لیے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آ جاوے تو یقیناً سمجھو کہ بابِ اجابت اس کے لیے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے۔

......**غرض اصلاحِ نفس کے لیے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لیے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔** اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کریگا۔ اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا۔ **یہ بالکل سچی بات ہے کہ جبتک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔**

......غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی

مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اوران کی کامیابیوں کا اصل اورسچا ذریعہ یہی دعا ہے۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اورعملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جوخدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہوجاوے گا۔

تیسرا پہلو جوقرآن سے ثابت ہے وہ صحبت صادقین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبہ: 119) یعنی صادقوں کے ساتھ رہو۔ صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نورصدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اوراُن کی کمزوریوں کو دُور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

یہ تین ذریعے ہیں جوایمان کوشیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اوراُسے طاقت دیتے ہیں اور جبتک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اُٹھتا اس وقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پرحملہ کرکے اسکے متاعِ ایمان کوچھین نہ لے جاوے...... **یہ تزکیہ جس کواخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لیے بھی وہی تین پہلو ہیں۔ اوّل مجاہدہ اورتدبیر۔ دوم دعا۔ سوم صحبت صادقین۔**

یہ فضل الٰہی انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوّل اُن کا تزکیۂ اخلاقی کامل طور پرخود کردیتا ہے۔ ...... انبیاء علیہم السلام کے نفوس صافیہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیوض سے معرفت کے انوار ان پر پڑتے ہیں اور ان کوروشن کردیتے ہیں ...... پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اورممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اورفخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ ...... مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پرموقوف ہے وہ چاہے تو اس کوقائم رکھے اور چاہے تو دُور کردے۔

......مَیں یہ سب باتیں بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ **خدا تعالیٰ نے جواس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جودنیا میں گُم ہوچکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ وطہارت جواس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔**

......**اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہد نبوت پھر آجاوے اورتقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو۔ اور اس کو اس نے اس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے۔ پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے‘‘۔**

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 200 تا214۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

............☆......☆......☆............

صحبتِ صادقین کی اہمیت و برکات

خدا تعالیٰ کے انبیاء اوران کے خلفاء اپنے اپنے دور کے سب سے زیادہ سچے اور راستباز وجود ہوتے ہیں اور اوّل طور پر یہی وہ پاک اورمقدّس وجود ہوتے ہیں جن کی صحبت کے اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ وجود نہ صرف خود پاک ہوتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں مُزکّی بنا کر کھڑا کرتا ہے اورلوگوں کو پاک کرنے کا فریضہ انہیں سونپا جاتا ہے۔ چنانچہ للّٰہی محبت سے معمور یہ پاک اور مُطہّر وجود بنی نوع انسان کی سچّی ہمدردی کے جوش سے ان کی بھلائی اور بہتری کے لئے ہر ایک قسم کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مامورین من اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں جوش ڈالا ہے اوروہ اسی جوش اورتقاضائے فطرت کے ساتھ مخلوق کی بہتری میں ہر ایک قسم کی کوشش کرتے ہیں جیسے ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اس لئے کہ والدہ کا نفس مُزکّی نہیں ہے اور **یہ مُزکّی النفس لوگ ہوتے ہیں انہیں کو صادقین اس آیت کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبہ: 119) میں فرمایا گیا ہے‘‘۔** (الحکم جلد6۔ 26 جولائی1902ء صفحہ 6)

’’**صادق سے مراد وہ شخص ہے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے ہر حرکات و سکنات وقول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں۔** گویا یہ کہو کہ اس کا وجود ہی صدق ہوگیا ہو۔ **اور اس کے اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں۔** چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جوحرکات وسکنات، افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے، صحتِ نیّت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ اگر وہ دہریہ بھی ہوتو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا **کیونکہ صادق کا وجود خدانما وجود ہوتا ہے‘‘۔**

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 5۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے **کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ یعنی جولوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔** اس سے پہلے فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ۔ یعنی اے ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو اس یہ سے مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟ اُس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہوجاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ **صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ نفس کیلئے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبہ: 119) کا حکم دیا ہے**...... **اس میں بڑا نکتہ معرفت یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے ایک راستباز کی صحبت میں رہ کر انسان راستبازی سیکھتا ہے اور اس کے پاک انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے** جو اس کو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرت عطا کرتا ہے۔ اس صحبت میں صدق دل سے رہ کر وہ خدا تعالیٰ کی آیات اور نشانات کو دیکھتا ہے جو ایمان کو بڑھانے کے ذریعے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 506-505۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’صحبت میں بڑا اشرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہوتو پاس والے کوبھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ **اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک رُوح صدق کی نفخ کردیتی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کردیتی ہے۔** یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبۃ: 119) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں‘‘۔

(الحکم جلد 10 نمبر3 مورخہ 24 جنوری 1906ء صفحہ 5)

’’**صادق کی صحبت میں رہو تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے امور میں مشکلات آسان ہوجاتی ہیں‘‘۔**

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 82۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’**نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبت صادقین بھی ہے** جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبۃ:119) یعنی تم خدا تعالیٰ کے صادق اور راست باز لوگوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ ان کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصہ ملے...... اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بناوے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے‘‘۔

(البدر جلد3 نمبر34 مورخہ 8 ستمبر 1904ء صفحہ 5)

’’جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اُٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اُٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا۔

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبۃ:119) کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے۔

غرض نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امّارہ والے میں نفس امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ **اور جو شخص نفس مطمئنّہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ہونے لگتے ہیں** اور اندر ہی اندر اُسے تسلی ملنے لگتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 507۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’**زیارت صالحین کے لئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے** اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مؤاخذہ میں ہوگا تو اللہ جلّ شانہٗ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کے لئے کبھی تُو گیا۔ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہوگئی تھی۔ تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو جا۔ مَیں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ اشتہار قیامت کی نشانی صفحہ 7)

’’**صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔** بہت سے لوگ ہیں جو دور بیٹھ رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے اِس وقت فرصت نہیں ہے۔ بھلا تیرہ سو سال کے موعود سلسلہ کو جو لوگ پالیں اور اس کی نصرت میں شامل نہ ہوں اور خدا اور رسولؐ کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں وہ فلاح پاسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو۔ پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے؟ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں اور فائدہ اُٹھائیں۔...... **وہ لوگ جو یہاں آکر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور اُن باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے۔ وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔‘‘**

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 124۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’**دل کی پاکیزگی کا حاصل کرنا ضروری ہے اور یہ حاصل نہیں ہوسکتی جب تک منہاج نبوت پر آئے ہوئے پاک انسان کی صحبت میں نہ بیٹھے۔**...... حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے لئے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک واعظ پیدا کردیتا ہے سب سے بڑھ کر واعظ یہ ہے کہ وہ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبہ:119) کی حقیقت کو سمجھ لے۔

صحابہ کرامؓ کی حالت کو دیکھو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے لئے کیا کچھ نہ کیا۔ جو کچھ انہوں نے کیا اسی طرح پر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہی رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔ بدُوں اس کے کہ وہ اس اصلی مطلب کو جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں پا نہیں سکتے۔ کیا ہماری جماعت کو زیادہ حاجتیں اور ضرورتیں لگی ہوئی ہیں جو صحابہ کو نہ تھیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے اور آپ کی باتیں سننے کے واسطے کیسے حریص تھے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 405۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

............☆......☆......☆............

حضور علیہ السلام کے ان ارشادات سے مرکز سلسلہ میں آنے کی اہمیت بہت واضح ہے۔ اِس زمانہ میں خود حضور علیہ السلام تو موجود نہیں لیکن آپ کے ساتھ کئے گئے الٰہی وعدوں کے مطابق قدرت ثانیہ یعنی خلافت کی نعمت ہمیں حاصل ہے۔ اور خلیفۃ المسیح سے ملاقات کے لئے مرکز میں آنا صحبت صادقین کا ایک نہایت ہی خوبصورت اور اعلیٰ درجہ کا طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر سے احباب جماعت بڑی مالی قربانی کر کے اور سفر کی صعوبتیں بھی بخوشی برداشت کرتے ہوئے خلیفۃ المسیح کی زیارت وملاقات کے لئے مرکز میں تشریف لاتے ہیں اور اس طرح کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبۃ:119) کے قرآنی حکم پر عمل کر کے مصاحبت کی برکتوں سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

اسی طرح جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اپنی پیاری جماعت کے افراد سے ملاقات کے لئے خود بڑے لمبے اور تھکا دینے والے سفر اختیار کر کے مختلف ملکوں اور جماعتوں کا دورہ کرتے ہیں تو افراد جماعت والہانہ محبت اور اخلاص اور فدائیت کے ساتھ اپنے آقا کی ملاقات کے لئے ان جگہوں پر پہنچتے ہیں جہاں حضور تشریف فرما ہوتے ہیں اور ان جلسوں اور اجلاسات اور میٹنگز میں شریک ہوتے ہیں جہاں حضور انور رونق افروز ہوکر اپنے زندگی بخش، روح پرور خطابات و ہدایات سے نوازتے ہیں۔ اور یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت سے بھی حصہ

پاتے ہیں جس کا ذکر حدیث میں ان الفاظ میں آیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محض اللہ کی محبت میں، اس کی رضا کی خاطر، کسی مریض کی عیادت کے لئے یا اپنے کسی بھائی کی زیارت اور ملاقات کی غرض سے جاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ ایک فرشتہ اسے بشارت دیتے ہوئے کہتا ہے: ”طِبْتَ وَ طَابَ مَمْشَاکَ وَ تَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا“ کہ تُو بھی مبارک ہو جائے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہو اور جنت تیرا ٹھکانہ ہو۔

یقیناً ہر مسلمان اس حدیث نبوی میں مذکور شرائط کے ساتھ اختیار کئے گئے سفر کے نتیجہ میں اس سے وابستہ بشارتوں سے حصہ پاسکتا ہے۔ جب ایک عام مومن کے لئے یہ بشارت ہے تو یقیناً امیر المومنین کے وہ اسفار جو وہ خالصۃً للہ جماعت مومنین کو شرف ملاقات وزیارت بخشنے اور اپنے بابرکت وجود کی ان کے درمیان بنفس نفیس موجودگی کا فیض عطا کرنے کے لئے اور دین اسلام کی سربلندی اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کی غرض سے اختیار فرماتے ہیں وہ سفر عنداللہ کس قدر عظمت اور شان کے حامل اور کس قدر مبارک ہوں گے۔ ان پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت بدرجۂ اَولیٰ صادق آتی ہے۔

اسی طرح وہ سب لوگ، وہ تمام مومنین و مخلصین جو کسی اپنے عام دینی بھائی سے نہیں بلکہ اپنے محبوب امام کی ملاقات وزیارت کا شرف حاصل کرنے اور آپ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے اور براہ راست آپ کے خطبات وخطابات ومکالمات سے فیضیاب ہونے کی غرض سے ان مراکز تک پہنچنے کے لئے جہاں امیر المومنین ورود فرما ہوں جو سفر اختیار کریں گے یقیناً خدا کے فرشتے حسب ارشادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو بھی خدا کے فضل سے ان کے سفروں کے مبارک ہونے کی بشارتیں دیں گے۔

خلیفۃ المسیح سے ملاقات کے لئے مرکز سلسلہ میں آنے کی برکات کے ضمن میں حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب مرحوم آف چارسدّہ کا ذیل کا واقعہ قارئین کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ قادیان جاتے ہوئے جب حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب کوئٹہ میں فروکش ہوئے تو ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے جو امیر جماعت تھے حضرت مولوی صاحب سے فرمایا کہ کل خطبہ جمعہ آپ دیں اور دوستوں کو قادیان جلسہ سالانہ پر جانے کی تلقین کریں کیونکہ گزشتہ سال کے زلزلہ کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوست مالی تنگی کی وجہ سے کم جائیں گے۔ ...... آپ نے خطبہ میں دیگر امور کے علاوہ جلسہ سالانہ پر جانے کے لئے ایسے زوردار الفاظ میں تحریک فرمائی کہ جس سے احباب جماعت کے دلوں میں جلسہ سالانہ پر جانے کا جوش پیدا ہوا اور کافی دوست جلسہ سالانہ پر گئے۔

آپ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا: محمد الیاس کو چند اہم امور پیش تھے، بہت دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری دعا قبول ہوگی مگر تین شرطوں کے ساتھ۔

پہلی یہ کہ تم بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤ اور تین دن ان کی دعوت کرو، رہائش کا انتظام کرو۔

(2) صحابہ کرام کو بلاؤ، وہ بھی آئیں۔

(3) خلیفۂ وقت کو بھی بلاؤ اور ان سب سے عرض کرو کہ تمہارے لئے رو رو کر دعا کریں۔

مَیں نے اپنے خدا سے عرض کی کہ میری حقیر حیثیت کو تُو خوب جانتا ہے۔ مَیں تو تین آدمیوں کو تین دن بھی کھانا نہیں دے سکتا اور نہ رہائش کا انتظام کرسکتا ہوں۔ پھر میری حیثیت کیا ہے کہ مَیں بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤں۔ جواب میں لوگ کہیں گے ہمیں فرصت نہیں۔ پھر صحابہ کرام اور خلیفۂ وقت کی خدمت میں کیسے عرض کروں کہ میرے یہ اہم کام ہیں آپ ان امور کی انجام دہی کے لئے رو رو کر خدا سے میرے لئے دعا کریں۔ ممکن ہے جن امور کو مَیں اہم سمجھتا ہوں وہ ان کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں۔

مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت رویا کہ اے اللہ یہ شرائط بہت سخت ہیں اور تُو خود کہتا ہے: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ یہ شرائط میری وسعت سے باہر ہیں مجھ پر رحم فرما۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد الیاس! یہ سب انتظام مَیں نے تمہارے لئے کردیا ہے۔ تم قادیان جلسہ سالانہ پر جاؤ۔ وہاں بیس ہزار احمدی بھی آئیں گے، صحابہ کرام بھی آئیں گے، خلیفۂ وقت بھی موجود ہوگا، ان کی خوراک اور رہائش کا انتظام بھی مَیں کروں گا۔ جلسہ سالانہ کی افتتاحی اور اختتامی دعا میں جب جلسہ سالانہ کے تمام احباب مع خلیفہ وقت روئیں گے، تم بھی رونا اور اپنا مدّعا پیش کرنا مَیں قبول کروں گا۔

آپ نے فرمایا: مَیں احباب جماعت سے پوچھتا ہوں کہ یہ سودا دس پندرہ روپے کے واپسی ٹکٹ (Return Ticket) میں مہنگا ہے؟ کیا تم لوگوں کی کوئی ضروریات نہیں ہیں اور تم ہر چیز سے بے نیاز ہو؟ اٹھو اور جلسہ سالانہ پر جانے کی تیاری کرو کہ یہ وقت پھر ایک سال بعد ہاتھ آئے گا۔ کس کو پتہ اس وقت کون زندہ ہوگا؟ ایسے سنہری موقع کو اپنے ہاتھ سے گنوانا کہاں کی عقلمندی ہے؟

(ماخوذ از ’حیات الیاس‘)

ایسے بہت سے واقعات جماعت کی تاریخ میں اور افراد جماعت کے سینوں میں محفوظ ہیں جہاں انہوں نے خلیفۃ المسیح کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہونے کے لئے اور براہ راست آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کی دعاؤں سے فیض پانے کے لئے سعی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے نتیجہ میں ان کی مشکلات کو آسان کردیا۔ ان کے لئے اپنے فضلوں کے دروازے کھول دیئے۔ ان کو نئی روحانی زندگی اور نئے ولولے عطا ہوئے اور بلا مبالغہ ان کے گھر دین و دنیا کی برکات وحسنات سے بھر گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم بشارت کا ہی نتیجہ ہے۔

............☆......☆......☆............

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں دَر آیا

یہ وہ زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے تمام سعید روحوں کو دین واحد پر جمع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایسے ذرائع بھی عطا فرما دیئے ہیں جن سے دنیا بھر میں سچی پاکیزگی کے طلبگار حضرت خلیفۃ المسیح کی بابرکت صحبت سے براہ راست فیضیاب ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں خلیفۂ وقت کی صحبت سے مستفیض ہونے کا ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی صورت میں عطا فرمایا ہے جس نے تمام فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے اور تمام ظاہری دُوریوں کو قربتوں میں بدل ڈالا ہے۔ گویا ایک غیر معمولی رنگ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کو پورا کرنے کا سامان کردیا ہے۔ جس کا ذکر آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر یُوں فرمایا:

”میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ ورابطہ رہے“۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ 24)

ایم ٹی اے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقدّس خواہش کو پورا کرتے ہوئے ایسا عالمی مکان عطا فرما دیا ہے جس کے چاروں طرف احمدی بستے ہیں اور آپ کے مقدّس خلیفہ کا ہر گھر سے ہر وقت رابطہ ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم آپ کے لئے اپنے گھروں کے دروازے وا کریں اور اس کھڑکی کو کھولیں۔ حضور ایدہ اللہ جب ایم ٹی اے پر کوئی خطبہ یا خطاب ارشاد فرماتے ہیں یا کسی کلاس یا میٹنگ میں رونق افروز ہوتے ہیں تو اس وقت ایم ٹی اے کو آن کرکے یا اپنے موبائل فون یا ٹیبلٹ یا آئی پیڈ وغیرہ کے ذریعہ ایم ٹی اے کی ویب سائٹ کی کھڑکی کھول کر ہم بھی اس مجلس، اجلاس یا جلسہ میں براہ راست شامل ہوسکتے ہیں اور یوں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے قرآنی حکم پر عمل کرکے اس کی برکتوں سے حصہ پاسکتے ہیں۔

............☆......☆......☆............

تزکیۂ نفس کے لئے چلّہ کشیوں کی نہیں بلکہ اطاعت کی ضرورت ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:

”تزکیۂ نفس کے لئے چلّہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے چلّہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ اَرّہ اور نفی واثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے بلکہ اُن کے پاس ایک اَور ہی چیز تھی۔ **وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپؐ میں تھا وہ اُس اطاعت کی نالی میں سے ہوکر صحابہ کے قلب پر گرتا تھا** اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کے بجائے ان سینوں میں نُور بھرا جاتا تھا۔ **اِس وقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے۔ جب تک کہ وہ نُور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا تزکیۂ نفس نہیں ہوسکتا“۔**

(الحکم مورخہ 17 راگست 1901ء صفحہ 3-2۔ ملفوظات جلد اول صفحہ 121-120۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تزکیۂ نفس کے لئے اطاعتِ رسولؐ کی اہمیت

تزکیۂ نفس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہوسکتا ہے ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہوجاتا ہے۔ اور جس طرح نُور ظلمت کو دُور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچّی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو آگ کیونکر ایک دم میں جلا دیتی ہے۔ پس اسی طرح پُر جوش نیکی جو محض خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کی جاتی ہے وہ گناہ کا خس و خاشاک بھسم کرنے کے لئے آگ کا حکم رکھتی ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور آپؐ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق وصفا اور محبت اور اطاعت سے آپؐ کی پیروی کرتا ہے یہاں تک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپؐ کے ساتھ ہوجاتا ہے وہ الٰہی نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترتا ہے اُس سے یہ شخص بھی حصّہ لیتا ہے......“

(ریویو آف ریلیجنز جلد 1 نمبر 5 صفحہ 195-194)

اسی طرح آپ نے فرمایا:

”اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپؐ ہی کی اطاعت اور آپؐ ہی کی اتباع سے ملتا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام وبرکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہوسکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیۂ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (آل عمران: 32) اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل مَیں ہوں ......“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 132-131۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”...... اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذّت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کردینا ضروری ہوتا ہے۔ بِدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ ...... تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوّت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی“۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم۔ تفسیر سورۃ النساء زیر آیت 60)

جماعت کو نصیحت

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تمہارا کام اب یہ ہونا چاہئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادتِ الٰہی اور تزکیہ وتصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے“۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 212-211۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

بقیہ: بینن میں مسجد کا افتتاح ...... از صفحہ نمبر 8

میں حصہ لیا۔ مقامی جماعت کی طرف سے مسجد کی تعمیر کے لئے پانی اور لکڑی مہیا کی گئی۔

مسجد کا مسقّف حصہ 8*10 میٹر پر مشتمل ہے۔ دو خوبصورت بلند مینار ہیں۔ لجنہ کے لئے بھی مسجد میں الگ انتظام ہے۔ اللہ کے فضل وکرم اس تقریب میں 640 سے زائد افراد شامل ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو علاقہ کے لئے ہدایت اور روشنی کا مینار بنائے اور خدا کے سچے عبادت گزار بندوں سے ہمیشہ آباد رکھے اور مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں معاونت کرنے والے تمام افراد کو جزائے خیر سے نوازے آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ: طلباء جامعہ احمدیہ یوکے کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ایک نشست

............از صفحہ نمبر 2

کو حکومت کے خلاف اس طرح نہیں اٹھنا چاہئے تھا تاکہ وہاں فساد پیدا ہو۔ یہ بھی غلط ہے۔ لیکن حکومت کا بھی فرض ہے کہ چاہے وہ سنّی ہے، شیعہ ہے کہ شہری کی حیثیت سے ان کے حقوق ادا کئے جائیں۔ ہر ایک کو برابر کے حقوق دیئے جائیں۔ ایک زمانہ تھا مسلمانوں کی حکومتیں ہوتی تھیں تو ہندو اور عیسائی بھی ان کے بڑے بڑے منسٹر اور ایڈوائزر ہوتے تھے۔ انصاف سے کام لیا جاتا تھا اور جب تک مسلمان انصاف سے کام لیتے رہے وہ دنیا پہ حکومتیں کرتے رہے۔ جب انصاف سے کام لینا ختم ہو گیا اور عیّاشیوں میں پڑ گئے تو ان کی حکومتیں بھی ختم ہوگئیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک ان کو موقع دیا ہوا ہے کہ انصاف سے کام لے کے حکومتیں قائم کریں۔ نہیں تو یہ جنگ جو ہے صرف ایران کی بات نہیں ہے یا سعودی عرب کی بات نہیں ہے۔ سعودی عرب کو امریکہ support کر رہا ہے جو اسلحہ دے گا۔ پاکستان نے بھی کہہ دیا کہ ہم حمایت کریں گے لیکن چلو دیکھتے ہیں کس حد تک کرتے ہیں۔ ترکی نے ان کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ ایران کے لئے پُوٹِن (Putin) صاحب نے حمایت کا اعلان کر دیا۔ یہ جنگ صرف اس محدود علاقے میں نہیں رہے گی بلکہ اس جنگ کے وسیع ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے جب تک مسلمان اپنے حقوق ادا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے نہ حکومتیں اور نہ رعایا ان کو اس وقت تک فساد کا خطرہ ہے اور فساد کا خطرہ ہی نہیں بلکہ بڑی شدید جنگ کا خطرہ ہے۔ میں پہلے بھی اس ریجن کے لوگوں کو دو تین دفعہ خطبات میں کہہ چکا ہوں۔ اس لئے تم لوگ دعا کرو کہ جنگ ٹل جائے۔ نہیں تو اس کا اثر پھر یورپ پر بھی ہوگا۔

....

پھر ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ:

سوال: یہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف Charlie Hebdo کے کارٹون تھے۔ وہ ہمیں تو تکلیف پہنچاتے ہیں لیکن کچھ لوگوں کے نزدیک وہ جائز ہیں۔ اسی طرح اگر کل کو کوئی یہودی یا عیسائی کھڑا ہو کے قرآن کریم پر یا ہمارے لٹریچر پہ یہ اعتراض کرے کہ فلاں فلاں بات مجھے تکلیف پہنچا رہی ہے تو اس سلسلے میں پھر ہمارا ردّعمل کیا ہوگا؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بہت زیادتی ہے۔ یہاں بھی انصاف نہیں ہے۔ اب ان سے یہ کہو نا کہ یہودیوں کے خلاف اگر کوئی باتیں اگر لکھنی شروع کر دو یا جو کچھ 2nd World War میں ہوا اس کے بارے میں لکھو، یہودیوں کے خلاف کچھ بات تو کرو تو دنیا میں anti-semitism کے تعلق میں شور پڑ جاتا ہے۔ تو یہ آزادی وہاں کیوں نہیں۔ اب قانوناً منع کیا گیا ہے۔ بعض جگہوں پہ ان کے خلاف بولنا کیوں منع کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ انصاف کے معیار کوئی نہیں ہیں۔ باقی رہ گئی بات کہ قرآن کریم سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ قرآن کریم سے Western Interest کو تکلیف پہنچتی ہے۔ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ ان کے بتوں کو بھی برا نہ کہو کہ وہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے۔ ابھی تم نے پڑھ کے سنایا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں بوجہ اس کے کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔ اب یہاں یہ ایک چیز بتا دوں کہ اس نے پڑھا ہے قرآن کریم کہتا ہے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کریم نے کہہ دیا ہے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ اس لئے چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔ جیسے ہمارے بعض احمدی جو ہیں کہہ دیتے ہیں۔ تو پھر تبلیغ کس کو کرو۔ اس کا مطلب ہے حکمت سے تبلیغ تو تم نے کرنی ہے کیونکہ اگلی جو سورت ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ وہ تمہیں دعاؤں کے ذریعہ سے فتح کی خبر بھی دے رہی ہے اور وہ اس صورت میں کہ استغفار کرو اور تسبیح و تحمید کرو۔ اور اس زمانے میں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے خاص طور پر دعاؤں کے ذریعہ سے ہی اسلام نے پھیلنا ہے اور ترقی کرنی ہے۔ اب دیکھو یہ مسلمانوں پر براہ راست حملے نہیں کر رہے۔ مسلمانوں کے اندر ہی دو گروہ پیدا کر کے حملے کر رہے ہیں، آگیں لگوا رہے ہیں۔ شیعہ سنی فساد کرا دیا۔ سعودی عرب، ایران کا فساد کروا دیا۔ ISIS کو کھڑا کر دیا۔ اب یہ ISIS تمہارا کیا خیال ہے آپ ہی بن گئی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں یہ بھی ان کی بنائی ہوئی ہے۔ پھر ان کو اسلحہ بھی دیا جا رہا ہے۔ اسلحہ کہاں سے آ رہا ہے؟ یہ سپلائی لائن کہاں سے آ رہی ہے؟ اور تیل کہاں سے جا رہا ہے۔ ایران پر تو sanction لگاتے ہیں کہ تیل نکل نہیں سکتا۔ لیبیا پہ sanction لگائی تو وہ بیچارہ تو ختم ہی ہو گیا۔ ان پہ sanction نہیں لگی۔ ان کے آئل ویل (Oil Well) سے تیل نکلتے جا رہے ہیں۔ تو بہرحال یہ ایک فساد کی چیز ہے۔ ہاں باقی رہ گئی تمہاری یہ بات کہ قرآن سے جذباتی تکلیف ان کو پہنچتی ہے۔ جذبات کا جہاں تک سوال ہے تو اس کی ایک background تو یہ ہے کہ جنہوں نے فساد پیدا کرنا ہے ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جہاں جب ان کو موقع ملے گا یہ قرآن میں سے بھی نکال لیں گے کہ جی ہمیں فلاں چیز سے تکلیف پہنچی ہے حالانکہ قرآن کریم میں کوئی تکلیف والی بات ہے ہی نہیں۔ تم ڈھونڈو، تلاش کرو۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے جس جگہ تم قرآن پہ اعتراض کرتے ہو، اسی جگہ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا جواب بھی دیا ہوا ہے۔ اگر تم تکلیف والا اعتراض کرو گے غور سے نہیں پڑھو گے تو تمہیں اعتراض نظر آئے گا لیکن اگر غور کرنے والے ہو گے تو وہیں تمہیں اعتراض کا جواب بھی نظر آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے ناں کہ قرآن شریف مومنوں کو فائدہ دیتا ہے اور ظالموں کو خسارے میں بڑھاتا ہے۔ اس لئے اعتراض کرنے والے تو ابھی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ جہاد کا حکم ہے پھر خود ہی جہاد کی غلط تشریح کرتے ہیں۔ پھر جہاں قتال کا حکم آیا ہے تو بعض شرائط کے ساتھ یا جہاد کا بھی جنگ کے ساتھ اگر حکم ہے تو بعض شرائط کے ساتھ ہے اور پھر اس میں بھی نرمی کے بہت پہلو ہیں۔ تم لوگ قرآن کریم میں سے آیتیں نکالو تو کتنی نکلیں گی؟ ایک اندازے کے مطابق 190 آیتیں ہیں۔ بائبل میں ساڑھے پانچ سو سے اوپر ہیں۔ اس بارہ میں کبھی کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ ان میں سے جو عقلمند ہیں وہ خود بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ سارے ہی بدمعاش ہیں لیکن ان کے اپنے western interest ہیں۔ سیاسی پارٹیاں جو ہیں ان کے اپنے پروگرام ہوتے ہیں یا جو manifesto دیتے ہیں ان میں کچھ اور لکھا ہوتا ہے اور جب حکومت میں آتے ہیں تو کچھ اور کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر سیاسی پارٹیوں کی یا ہر ممبر کی جو ایفیلی ایشن (affiliation) ہے اس کی وجہ سے اس کو خواہ اپنا نظریہ کچھ بھی ہو پارٹی کا نظریہ بیان کرنا ہوتا ہے۔ ہاں علیحدہ بیٹھو گے تو ان میں سے جو شرفاء ہیں وہ کہہ دیں گے یہ چیزیں غلط ہیں۔

....

اس کے بعد ایک اور طالب علم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سوال کیا کہ:

سوال: داعش نے جو اپنی نئی خلافت قائم کی ہے تو کیا معاذ اللہ اس کا بھی امکان ہے کہ انہوں نے اس نام نہاد خلافت کو اس لئے کھڑا کیا ہے تا ہماری اس الٰہی خلافت کو دبا دیں جو امن کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دیکھو جی پہلے انہوں نے طالبان کو کھڑا کیا۔ القاعدہ کو کھڑا کیا۔ ان کا ایک حد تک اثر رہا۔ میرے نزدیک تو انہوں نے سمجھا کہ اگر ہم کسی گروپ کو خلافت کے نام پر کھڑا کریں گے تو وہ شاید مسلمانوں کو زیادہ attract کرنے والا ہو اور ایک حد تک کر بھی رہا ہے اور اس سے ہم اپنے مقاصد زیادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ پیدا ہو گیا کہ خود ان میں سے بھی جو سر پھرے ہوتے ہیں وہ خود ان کے خلاف ہو گئے۔ اب وہ جو ابوبکر بغدادی صاحب تھے جو ان کے خلیفہ کہلاتے ہیں کہیں نظر ہی نہیں آتے۔ ایک دفعہ پبلک میں آیا اس کے بعد غائب ہو گیا۔ میرے خیال میں تو وہ ویسے ہی ختم ہو چکا ہے۔ وہ مر چکا ہے اور صرف اس کا نام استعمال ہو رہا ہے اور جو دہشت ہے داعش یا ISIS کی اس کے نام پر سارا کام ہو رہا ہے۔ کبھی وہ لیبیا میں پھیل گئی، کبھی وہ Syria میں چلی گئی، کبھی جورڈن (Jorden) کے کچھ علاقے میں آ گئی یا عراق میں اسی علاقے میں کچھ جمع ہو گئی تو وہ تو ختم ہو چکی ہے۔ کسی دن یہ پتا لگ گیا ناں، باہر خبر نکل گئی کہ ان کے اندر کوئی جان نہیں تو اس دن یہ بھی ختم ہو جائے گی اور بیٹھ جائے گی۔ یہ گروپ بنا ہوا ہے لوگ اس نام سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ باقی یہ کہ خلافت کیا ہے؟ خلافت کا نام تو پھر سامنے آنا چاہئے۔ جو بات کرنی ہے کرو یہ تو نہیں کہ چھپ کے لوگوں کو لڑاتے رہو۔ پتا ہی نہیں لگ رہا کہ خود بغدادی صاحب کہاں گئے ہیں؟ ٹھیک ہے دنیا میں تو یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ مقابلہ تو یہ ہے کہ سامنے آؤ۔ زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن پھر دنیا کے سامنے حقیقت تو بیان کرنی چاہئے۔ صحیح خلافت تو پھر یہ کام کرے گی۔ یہ فائدہ اٹھوانا چاہتے تھے اور الٹی پڑ گئی۔ ان کے اندازے ہمیشہ غلط ہو جاتے ہیں۔ ان نام نہاد مسلمانوں کو پتا ہی نہیں کہ جس طرح یہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اس طرح فائدہ اٹھایا نہیں جا سکتا۔

....

پھر ایک اور طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ:

سوال: دنیا میں homosexuality کی بیماری پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ہم کیسے لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں کہ یہ خراب بات ہے اور بہت بری چیز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمہارا کام سمجھانا ہے۔ سمجھاتے جاؤ۔ قوم لوط بھی نہیں سمجھی تو تباہ ہو گئی تھی۔ یہ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ کینیڈین پرائم منسٹر سے ایک دفعہ میری ملاقات ہوئی جب وہاں parliament میں اس نئے قانون پر بحث ہو رہی تھی۔ میں نے اس کو بڑا صاف واضح کہا تھا کہ یہ پانچ سات سو لوگ ہیں جو چھپ کے غلط کام کرتے ہیں۔ تم parliament میں قانون بنا دو گے تو اس کو ظاہر کر دو گے اور ظاہر کرنے کی وجہ سے جو اس کام میں involve نہیں بھی ہیں وہ بھی اس کو جائز سمجھیں گے کیونکہ یہاں یورپ اور مغربی دنیا میں ہر چیز کو ایک fun سمجھ لیا جاتا ہے۔ بعض لوگ fun کی خاطر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ جی یہ ان کی نفسیاتی بیماری ہے اس لئے وہ یہ سب کر رہے ہوتے ہیں۔ اب انہوں نے ریسرچ کی ہے کہ ان میں سے 80% سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو صرف غلاظت اور اپنے lust کے لئے کام کر رہے ہوتے ہیں اور مغلّظات میں ملوث ہو چکے ہیں۔ پھر اس کو میں نے یہ بھی کہا کہ تمہاری بائبل بھی یہی کہتی ہے۔ قوم لوط تباہ ہوئی تھی۔ ہمارا قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ پھر تم لوگ بھی ہوش کرو۔ تباہ ہو جاؤ گے۔ تو یہ سمجھانے کا کام ہے۔ ہمیں بھی سمجھاتے رہنا چاہئے کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اگر لوط کی قوم میں وہ برائی تھی تو اس کو اللہ تعالیٰ نے اس برائی کے نام کی وجہ سے تباہ کر دیا لیکن اس زمانے میں جو برائی ہے اس کی کوئی سزا نہ ملے تو پھر قیامت والے دن لوط کی قوم کہے گی کہ کیا ہمارا زیادہ جرم تھا جو ہمیں تو سزا دے دی اور ان خبیثوں کو چھوڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پکڑنا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن یہ مَیں بتا دوں کہ اگر یہ بعض نہیں آتے تو ایک دن تباہی ہونی ضرور ہے۔ ظلموں کی وجہ سے تباہیاں آتی ہیں اور یہ بھی ظلموں میں سے ایک ظلم ہے۔

....

ایک اور متعلّم جامعہ احمدیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ:

سوال: اگر کوئی شخص اسلامی حکومت میں رہتے ہوئے کسی مذہبی لیڈر کو گالی دیتا رہے اور باز نہ آئے تو اسلامی تعلیم کی رو سے اس کی مناسب سزا کیا ہوگی؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دیکھو جی کسی کو بھی گالی دینا غلط ہے۔ اگر کسی اسلامی ملک میں اسلامی قانون چل رہا ہے تو ٹھیک ہے اور مجھے یہ بتاؤ کہ کون سے اسلامی ملک میں اسلامی قانون چل رہا ہے۔ کہتے ہیں سعودی عرب میں اسلامی قانون چلتا ہے۔ لیکن صرف چور کے ہاتھ کاٹنے تک یا زانی کو کوڑے مارنے تک۔ اسلامی قانون تو یہ کہتا ہے کہ غریبوں کا خیال رکھو۔ یتیموں کو کھانا کھلاؤ۔ قیدیوں کو آزاد کرو۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ ابھی سعودی عرب کی ایک ڈاکومنٹری آئی تھی۔ اتنا امیر ملک ہونے کے باوجود وہاں بے شمار عورتیں، یتیم بچے اور غریب families انتہائی گندی حالت میں چھوٹے چھوٹے کمروں میں رہ رہی ہیں اور ان کو کھانا بھی نہیں ملتا، بھیک مانگ کے کھانا کھاتے ہیں۔ ظاہری طور پہ دو چار قوانین جاری کر دینے سے اسلامی حکومتیں نہیں بن جایا کرتیں۔ اسلامی حکومت کو پھر ہر چیز کا خیال رکھنا ہوتا ہے اور جب ہر چیز کا خیال رکھو گے اپنی رعایا کے ہر فرد کا خیال رکھو گے تو پھر کوئی انتہائی مجرم ہو گا یا پاگل ہو گا جو دوسرے کو گالیاں دے۔ جو پاگل ہو گا اس کو پاگل خانے داخل کرا دینا اور جو مجرم ہو گا اس کی سزا پھر جو بھی قاضی اور جج دے دے۔ اس کے لئے کوئی defined سزا تو نہیں ہے۔

....

ایک طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ:

سوال: ہمارے Peace Symposium میں جو Councillors اور MPs وغیرہ شامل ہوتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ کیا یہ بس دکھاوا ہے اور اندر سے ان کی کوئی اور گیم چل رہی ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نہیں۔ کچھ تو دیکھنے آتے ہیں کہ آیا ان میں یہ consistancy ابھی تک قائم ہے۔ اپنی بات کے اوپر قائم ہیں یا حالات دیکھ کے کچھ بدل گئے ہیں۔ کچھ اس لئے آتے ہیں کہ شاید کوئی نئی چیز مل جائے گی۔ کچھ روٹی کھانے کے لئے آتے ہیں۔ کچھ courtesy میں آتے ہیں تمہارے ساتھ دوستی ہے تو چلو آ گئے۔

اردو کا ایک پاکستانی اخبار Nation ہے جس کے ایک نمائندہ ہر دفعہ Peace Symposium میں آتے ہیں اور پھر اس کے بعد مجھے بیٹھ کے سوال کرتے

ہیں۔ میں نے کہا آپ ہر سال آتے ہیں۔ ہر سال آپ سوال کرتے ہیں مگر خبر آپ چھوٹی سی لگاتے ہیں۔ کوئی ایسا خاص کام تو آپ کرتے نہیں۔ اس کا کچھ فائدہ تو ہے نہیں۔ یا تو پھر کہیں اور کھل کے آواز اٹھائیں کہ جماعت احمدیہ اتنا اچھا کام کر رہی ہے اور مسلمانوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ تو پھر سمجھ آئے گی کہ ہاں واقعی آپ اپنے journalist ہونے کا اور اخبار کا حق ادا کر رہے ہیں۔ آپ آتے ہیں، مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ السلام علیکم وعلیکم السلام ہوتی ہے چلے جاتے ہیں، ہمیں کیا فائدہ؟ بہرحال وہ بڑے شرمندہ ہو کے کہتے تو یہی ہیں کہ نہیں نہیں، میں تو ہمیشہ خبر دیتا ہوں۔ خبر ان کی ہوتی ہے لیکن تھوڑی سی۔ تو بعض لوگ تعلق نبھانے کے لئے بھی آتے ہیں۔ اس لئے کہ چلو ایک مجلس لگی ہوئی ہے چلے چلو۔ کچھ لوگ کوئی نہ کوئی نئی بات سیکھ لیتے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کو اپنی مجلسوں میں بیان کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ پوائنٹ مل جاتا ہے تو وہ اس لئے آجاتے ہیں اور انگریزوں میں یہ بھی ہے کہ courtesy کے لئے بہت ساری تعریفی باتیں کر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ جو ایم ٹی اے والے انٹرویو لے رہے ہوتے ہیں ان پر میں زیادہ توجہ نہیں دیتا۔ میں نے اپنے طور پہ کچھ لڑکوں کو کہا ہوا ہے کہ ایسے لوگ جو نام نہ بتانا چاہیں ذرا ان کے انٹرویو لے کے، ان کے comments لکھ کے دو اور اللہ کے فضل سے بہت سارے ایسے comments آتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں صحیح اسلام کا پتا لگا، ہم کو اسلام کی تعلیم کا صحیح علم ہوا۔ دیکھیں گے، غور کریں گے، کم از کم اپنے علاقے میں اس کا لوگوں کو بتائیں گے کہ جو اسلام کی حقیقت ہے وہ بالکل اس کے مخالف ہے جو ہمیں میڈیا دکھاتا ہے۔ اور نہیں تو بہت سارے sympathiser پیدا ہو جاتے ہیں جو بعد میں کسی نہ کسی وقت کام آ رہے ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے میں نے کہا ہے کہ بعض لوگوں پہ اس کا indirect نتیجہ نکل رہا ہوتا ہے۔ تو فائدہ بہرحال ہوتا ہے لیکن یہ کہنا کہ سو فیصد آپ کے حمایتی بن کے اٹھتے ہیں ایسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ایک نے کہا تھا ٹھیک ہے، سن لیا بڑی اچھی باتیں ہیں لیکن اسلام کی مخالفت میں نہیں چھوڑوں گا۔ ایسا کہنے والے بھی ہوتے ہیں۔

....

ایک طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں سوال کیا کہ:

سوال: آجکل کے جو دہریہ لوگ ہیں، جو دہریہ طبقہ ہے وہ کہتے ہیں کہ آج دنیا کا امن مذہب کے نام پر اور مذہب کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔ اس لئے اب مذہب کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس سے فساد پھیلتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کیوں خراب ہوا ہے؟ یہ تو ہمیشہ سے ہی مذہب کے نام پر خراب ہو رہا تھا۔ پھر ان کو آج کیوں پتا لگا ہے کہ مذہب کے نام پر سب کچھ ہو رہا ہے۔ اگر مذہب کی وجہ سے ہو رہا ہے تو آج کی بات تو نہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے کیا مذہب کی وجہ سے ہی دنیا میں فساد ہے۔ اور اگر مذہب نہ ہو تو پھر؟ دنیا میں کتنے فساد ایسے ہیں جو مذہب کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ اسے کہو امریکہ اور روس کی لڑائی مذہب کی وجہ سے ہو رہی ہے؟ Ukrine کی لڑائی مذہب کی وجہ سے ہو رہی ہے؟ 2nd World War مذہب کی وجہ سے ہوئی تھی؟ 1st World War مذہب کی وجہ سے ہوئی تھی؟ زار روس جو اپنی پبلک پر ظلم کرتا تھا وہ مذہب کی وجہ سے تھا؟ چائنا میں سارے افیمی ہو گئے تھے کیا صرف مذہب کی وجہ سے ہوئے تھے؟ لیکن مذہب اگر صحیح ہو تو مذہب انقلاب بھی لاتا ہے۔ اب Chinese Mao Tse-tung جو مذہب کو نہیں مانتا تھا وہ چائنا میں انقلاب لایا۔ ان کے اخلاق بہت اچھے ہو گئے۔ ایک پاکستانی اعلیٰ سطحی وفد وہاں گیا، منسٹر وغیرہ تھے انہوں نے پوچھا تم نے اتنا ریفارم کر دیا، اپنی قوم میں اتنا انقلاب لے آئے۔ کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا جاؤ اپنے رسول کی کتاب کھولو۔ اس میں پڑھو۔ اس میں جتنی اخلاق کی باتیں ہیں وہ تم اپنا لو تو تمہارا ملک بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ تو قرآن کریم کون لایا؟ مذہب لایا؟ ماؤزے تنگ خود کہتا ہے قرآن کریم پڑھ کے عمل کرو تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ صرف مذہب فساد کی وجہ نہیں ہے۔ مذہب کی وجہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے فساد کی وجہ ہیں۔ تو کیا اگر مذہب نہ ہوں تو دنیا میں فساد نہیں ہوں گے؟ ان سے کہو اچھا اگر وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب دنیا میں فساد لایا تو آپ بتائیں آپ کو کتنا عرصہ درکار ہے۔ دس سال کے عرصے میں دکھا دیں کہ بغیر مذہب کے دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ کچھ نہ کچھ ٹارگٹ تو ان کو بھی دینا چاہئے۔ تم جو اعتراض کرتے ہو تو ہم تم سے سوال کرتے ہیں کہ تم ہی ہمیں بتاؤ کہ دنیا کے سارے مذہب ختم ہو جاتے ہیں تو تم کتنے عرصے میں دنیا کو ریفارم کر دو گے کہ ساری برائیاں دنیا کی دُور ہو جائیں گی۔

....

طالبعلم نے مزید سوال کیا کہ:

سوال: امریکہ، یوکے اور یورپ کے ممالک کے چارٹرز مذہب کے نام پر نہیں بنے جبکہ سعودی عرب میں اس کے برعکس ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ٹھیک ہے مذہب کے نام پر نہیں بنے تو کیا ان کے ہاں قتل نہیں ہوتے؟ یا کیا چوریاں نہیں ہوتیں؟ یا ان کے ہاں ڈاکو نہیں ہوتے؟ آجکل تو مذہب کے نام پر کچھ نہیں ہو رہا۔ یہ Economic Crisis جب سے 2008ء سے آیا ہے دیکھ لو کرائم بڑھ گئے ہیں تو کیا یہاں یوکے میں وہ مذہب کے نام پر بڑھے ہیں؟ اب ہر روز خبر ہوتی ہے کسی نے قتل کر دیا، کسی نے کوئی stab کر دیا، لڑکیوں کو abuse کیا گیا، بچوں کو غلط طور پر abuse کیا گیا۔ تو یہ سارے کام مذہب کے نام پر تو نہیں ہو رہے۔ اب ساری انفارمیشن اگر تمہارے پاس ہو، data ہو تو دیکھ لو کہ 2nd World War جو 1939ء میں ہوئی ہے وہ economic crisis کی وجہ سے ہوئی۔ اور جو اس سے پہلے ہوئی اس کے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی وجوہات کہ جو شہزادوں کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں ایک وجہ economic crisis بھی تھی۔ اب بھی economic crisis جب سے آیا ہے کرپشن بڑھی ہے۔ مذہب کا نام کوئی بیشک استعمال کر دے لیکن مذہب کی تعلیم پر عمل کون کر رہا ہے؟ یہ کہہ دینا کہ میں عیسائی ہوں یا میں خدا کو مانتا ہوں اور خدا کی بات نہ ماننا یہ تو مذہب نہیں ہے۔ ان سے پوچھو کہ تم کہتے ہو کہ مذہب کے نام پر فساد ہو رہا ہے تو اگر مذہب دنیا سے ختم ہو جائیں تو تم بتاؤ کہ دنیا کو فرشتہ بنانے میں تمہیں کتنا عرصہ چاہئے؟ یہ لوگ باتیں ہی کرتے ہیں، گپّیں مارتے ہیں۔ ان کے پاس ہے کچھ بھی نہیں۔

....

پھر ایک اور طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کی کہ:

سوال: حضور جب آزادی اظہار پر بحث اٹھتی ہے اور سوال اٹھائے جاتے ہیں تو لوگ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت پر حملہ ہو رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آزادیٔ اظہار کی حدود میں رہتے ہوئے اسلامی نقطہ نظر سے جمہوریت کی کیا حدود ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام کہتا ہے آزادی اظہار کرو لیکن اس کے لئے تمہاری کچھ حدود ہیں۔ اب تم اپنی آزادی سے اگر کسی کی آزادی کو متأثر کر رہے ہو۔ تم اپنی سوٹی ہلا رہے ہو تو ہلاؤ کہ تم بڑے آزاد ہو۔ کھلی فضا ہے لیکن سامنے سے کوئی اور شخص آ گیا اور اس کی ناک پہ تمہاری سوٹی لگ جائے تو وہ تم کو کورٹ میں لے جائے گا اور تمہاری آزادی ختم ہو جائے گی۔ آزادی کی بھی کچھ حدود ہوتی ہیں جن کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ باقی جمہوریت کی جو رائے ہے اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں فرمایا ہے آپس میں مشورہ کرو۔ شوریٰ کرو اور لوگوں کی رائے لو۔ اگر یہ تمہارا ایمان ہے اور تمہارے اندر صحیح دینی نظام قائم ہے، خلافت قائم ہے تو گو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ایک discretionary power اس نے نبی کو یا خلیفہ کو دی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ہے کہ رائے لو، مشورہ لو اور اگر بعض حالات کا لوگوں کو پتا نہیں ہوتا تو ان کو بتا کے پھر ان کی رائے بھی لی جاتی ہے۔ لوگوں کی رائے بدل بھی جاتی ہے۔ مشورے کا تو حکم ہے۔ اور پھر ہر level پہ، چھوٹی سطح پہ تمہارے مشورے ہی ہوتے ہیں۔ عہدیدار جو مقرر کئے جاتے ہیں۔ شوریٰ ہوتی ہے۔ ہمارے نظام میں مثلاً شوریٰ کا نظام ہے۔ تربیت کے لئے ہم پروگرام بناتے ہیں تو مشورے سے بناتے ہیں۔ بجٹ ہے۔ چندہ جماعتوں سے آتا ہے۔ بجٹ بنایا جاتا ہے۔ یہ بجٹ بن گیا اس کو کس طرح اور کہاں خرچ کرنا ہے۔ ہر ملک میں جو پانچ چھ سو نمائندے ہوتے ہیں وہ اپنے اپنے ملک میں شوریٰ کے لئے بیٹھتے ہیں، discuss کرتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے کتنا خرچ کرنا ہے۔ تربیت کے لئے کتنا خرچ کرنا ہے۔ میڈیا کے لئے کتنا خرچ کرنا ہے۔ لٹریچر کی اشاعت کے لئے کتنا خرچ کرنا ہے۔ یہ مشورے ہی ہیں۔ یہی جمہوریت ہے۔ کسی شاعر نے کہا تھا کہ جمہوریت وہ طرز حکومت ہے جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے۔ بس وہ گن لیتے ہیں ون ٹُو تھری فور فائیو۔ یہ نہیں دیکھتے عقل کی بات بھی کوئی کی ہے کہ نہیں۔ تو ضروری نہیں ہے کہ ہر جمہوریت پسند جو ہے وہ عقل کی بات کرنے والا بھی ہو۔ مَیں نے تو کئی دفعہ یہ دیکھا ہے ایک معمولی سی بات ہوتی ہے ان کے بڑے بڑے سیاستدانوں کو بتاؤ تو وہ کہتے ہیں یہ بات تو بڑی عقل کی ہے حالانکہ کوئی معمولی بات ہوتی ہے۔ کوئی ایسی خاص عقل کی بات نہیں ہوتی۔ عقلیں ان کی ایسی ہی ہیں۔ تم لوگ سمجھتے ہو کہ یہاں کے جو politicians ہیں کسی نے Oxford سے پڑھ لیا، Cambridge سے پڑھ لیا تو بڑا سیاستدان ہو گیا یا Harvard سے پڑھ لیا تو اس میں پتا نہیں کتنی عقل آ گئی۔ کچھ بھی نہیں آتی۔ عقل اللہ تعالیٰ سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نور فراست مانگنا چاہئے۔ اس لئے بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم بڑی عقل کی بات کر رہے ہیں۔ عقل خود اندھی ہے گر نیّر الہام نہ ہو۔

....

پھر ایک اور طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ:

سوال: جو لوگ ہم جنس پرست ہیں آخر ان کی تباہی ہو جائے گی لیکن زیادہ تر میں نے دیکھا ہے، مثلاً سکول میں دو تین لوگوں سے ملا ہوں جو کہتے ہیں کہ وہ ہم جنس پرست ہیں مگر معاشرے میں وہ جان بوجھ کے اللہ کی گستاخی یا نافرمانی نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن جو بھی کرتے ہیں بس غفلت سے کرتے ہیں چونکہ اس چرچ کو دیکھتے ہیں جہاں paedophile ہوتے ہیں اور جہاں کرپشن ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دیکھیں ایک ہے عقل سے کام ہی نہ لینا۔ کچھ انفرادی حالات ہیں۔ مگر جب ظلم بڑھ جاتے ہیں اور قومیں ان میں involve ہو جاتی ہیں تب تباہیاں آتی ہیں۔ کسی انفرادی شخص کی برائیاں جو ہیں ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اتنی تباہیاں نہیں لایا کرتا۔ اس کو سزا دے گا تو اگلے جہان میں دے گا۔ ہاں ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ کی گستاخی جان بوجھ کے نہیں کرتے۔ اگر نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ میں کسی قوم کو بھی سزا نہیں دیتا جب تک نبی نہیں بھیجتا۔ جب تک میرا پیغام نہیں چلا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ اگر ان کو پتا ہی نہیں کسی بات کا تو اس پہ اس دنیا میں تو سزا نہیں ہے۔ ہاں اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ نے جو معیار رکھے ہیں ان کے مطابق اللہ تعالیٰ کسی کو سزا دیتا ہے یا بخشتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں۔ بعض باتیں جو ہمیں نہیں پتا، کسی کی انفرادی باتیں ہیں تو اس سے کیا معاملہ کرنا ہے وہ اللہ کا کام ہے۔ جس کو کچھ پتا ہی نہیں اس کے بارے میں تو میں کوئی فتویٰ نہیں دے سکتا۔ اگر پتا بھی ہو تب بھی ہم فتویٰ نہیں دے سکتے کہ اس کو سزا ملے گی۔ ہاں جب ظلم بڑھ جاتا ہے اور قومی ظلم بن جاتا ہے، ساری قوم اس میں شامل ہو جاتی ہے تب پھر سزائیں بھی آتی ہیں، پھر عذاب بھی آتے ہیں۔ اور کب آنے ہیں؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بعض دفعہ آفتیں آ بھی رہی ہوتی ہیں لیکن لوگ realise ہی نہیں کرتے۔ پاکستان میں اتنا کچھ ہو رہا ہے لیکن ان کو نہیں سمجھ آتی کہ کیوں ہو رہا ہے۔ economically بالکل ختم ہو گئے ہیں، آسمانی آفتیں ان پہ آ رہی ہیں۔ زلزلے بھی آئے، سیلاب بھی آئے۔ خود ان کے اپنے مولوی کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ سیلاب اور زلزلے آ رہے ہیں یہ معمولی چیزیں نہیں ہیں یہ کوئی عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ کا ہم پہ آ رہا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا نکالتے ہیں؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم چونکہ خدا تعالیٰ کو بھول رہے ہیں اس

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

لئے عذاب آ رہے ہیں۔لیکن جب کہو کہ تم مسیح موعود کو نہیں مانتے یا زمانے کے امام کو نہیں مانتے تو کہتے ہیں نہیں نہیں یہ وجہ نہیں۔خود کہتے ہیں، سب کچھ مانتے ہیں اخباروں میں آیا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب ہیں جو ہم پہ آ رہے ہیں۔ جب قومیں بگڑتی ہیں تو ان کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ یہ جو انفرادی طور پر برائیاں ہیں ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ وہ شخص جس کو کسی بات کا پتا ہی نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی لکھا ہے جس کو کسی جزیرہ میں یہ پیغام ہی نہیں پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور وہ شخص اپنے قبائلی طریقے پر جو بھی اس کی عبادت کا طریقہ ہے وہ کرتا ہے یا جو بھی اس نے بت رکھے ہوئے ہیں، جس طرح بھی اس کو خدا کی عبادت کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔تو اس کے لئے یہ نہیں ہے کہ تم نے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا اس لئے تم کو سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ اس طرح سزا نہیں دیتا۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ یوکے کی یہ بابرکت کلاس تقریباً ایک گھنٹہ 40 منٹ جاری رہی۔کلاس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کے بعد پروگرام کے مطابق حضوانور ڈائننگ ہال میں تشریف لے گئے جہاں جامعہ احمدیہ کے اساتذہ و دیگر سٹاف ممبرز اور طلباء کو اپنے پیارے آقا کی معیت میں کھانا کھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔کھانے کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت و محبت بعض اساتذہ اور طلباء سے گفتگو فرماتے رہے جس سے سب کی دلجوئی کے سامان ہوتے رہے۔حضور انور نے شاہد کلاس کے طلباء سے ان کے امتحانات اور نتائج کے حوالہ سے بھی گفتگو فرمائی۔ظہرانہ کے اختتام پر حضور انور نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ازراہ شفقت مکرم سعد محمود باجوہ صاحب استاذ جامعہ احمدیہ کے گھر معائنہ کے لئے تشریف لے گئے جہاں construction کا کچھ کام ہو رہا تھا۔ اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے جامعہ احمدیہ کے احاطہ میں واقع رہائشگاہ تشریف لے گئے۔اس دوران ہلکی اور بعض دفعہ قدرے تیز بارش بھی ہوتی رہی لیکن اس کے باوجود جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلباء نہایت متانت اور خوشی و بشاشت کے ساتھ باہر کھڑے حضور انور کا انتظار کرتے رہے۔حضور انور کے باہر تشریف لانے پر تمام اساتذہ اور طلباء نے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے آقا کو الوداع کہا۔جامعہ احمدیہ کے احاطہ سے چند میل کے فاصلہ پر مکرم راجہ برہان احمد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ کی رہائش ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن واپس آتے ہوئے ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے ان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ جہاں حضور انور نے چند منٹ قیام فرمایا اور پھر واپس مسجد فضل لندن تشریف لے آئے۔

☆......☆......☆

بیلجیم کے شہر ہاسلٹ کی مسجد بیت الرحیم میں Open Day کا کامیاب انعقاد

رپورٹ: توصیف احمد۔مربی سلسلہ بیلجیم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 3 مئی 2015ء بروز اتوار مسجد بیت الرحیم ہاسلٹ میں Open Day کے پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔

پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے نیشنل امیر جماعت مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب کی رہنمائی میں دعوت نامے چھپوائے گئے تا احباب جماعت بکثرت لوگوں کو اس پروگرام میں مدعو کر سکیں۔ پروگرام کا مقصد مہمانوں تک اسلام کے حقیقی پیغام کو پہنچانا تھا۔

اس سلسلہ میں مختلف میٹنگز کی گئیں اور مختلف کمیٹیاں بنا کر کام کو احبابِ جماعت میں تقسیم کیا گیا۔ نیز دو بڑے وقار عمل کئے گئے جن میں مسجد کے بیرونی اور اندرونی حصہ کو اچھی طرح صاف کیا گیا۔

یہ پروگرام 3 مئی کو 2 بجے سے شام سات بجے تک جاری رہا۔اس دوران لوگ انفرادی طور پر اور گروپ کی صورت میں مسجد بیت الرحیم کا وزٹ کرتے رہے۔ مہمانوں کو جماعت کا مکمل تعارف کروایا گیا اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارہ میں تفصیل سے بتایا گیا۔اس پروگرام میں ہاسلٹ کی کونسل سے تعلق رکھنے والے احباب اور مختلف سکولوں اور یونیورسٹیز کے اساتذہ نے بھی شمولیت اختیار کی۔تمام مہمانوں نے اسلام اور احمدیت کے بارہ میں مختلف سوالات کئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ایک کالج کی ٹیچر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے بارہ میں لیکچر دینے کی بھی دعوت دی۔

اس موقع پر ایک بُک سٹال بھی لگایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزز کی انگریزی کتاب: World Crisis and the Pathway to Peace کا ڈچ زبان میں ترجمہ بھی بک سٹال کی زینت رہا۔اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کا تعارف بھی کروایا گیا۔ بعض مہمانوں نے تعارف کے بعد اس کتاب کو خریدا۔ نیز بعض کو یہ کتاب بطور تحفہ دی گئی۔ سٹال پر قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور دیگر جماعتی لٹریچر بھی رکھا گیا۔

مسجد میں مختلف Standing Banners رکھے گئے جن پر اسلام اور احمدیت نیز آج کل کے اہم موضوعات پر معلومات درج تھیں۔ان بینرز کو دیکھ کر اور پڑھ کر مہمانان بہت خوش ہوئے۔

ہر مہمان کو مشن اور نمائش کا 20 سے 30 منٹ کا Tour کروایا گیا۔ بعد ازاں کھانے کے لئے BBQ پیش کیا گیا۔

احباب جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مہمان نوازی کے فرائض کما حقہ ادا کئے۔

آخر پر مہمانوں سے Visitor Book میں اپنے تأثرات کے اظہار کرنے کی درخواست کی گئی۔ نیز جماعتی پمفلٹس کا ایک package بطور تحفہ بھی دیا گیا۔

اس پروگرام میں 80 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ الحمد للہ۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام مہمان مثبت اثر لے کر گئے۔

☆......☆......☆

اعلان برائے داخلہ
جامعہ احمدیہ یوکے برائے سال 2015ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان و انٹرویو) 28 اور 29 جولائی 2015ء کو انشاء اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

(1) تعلیمی معیار: درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60% سے کم نمبر نہ ہوں۔

(2) عمر: جی سی ایس سی (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر زیادہ سے زیادہ 19 سال ہونی چاہئے۔

(3) میڈیکل رپورٹ: درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

(4) تحریری ٹیسٹ و انٹرویو: درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

(5) درخواست دینے کا طریق: درخواست متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی:

(1) درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب

(2) درخواست دہندہ کی صحت بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی)

(3) جی سی ایس سی/اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔

(4) پاسپورٹ کی مصدقہ نقل اور (5) درخواست دہندہ کی دو عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

(1) درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

(2) مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 جون 2015ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔

(3) جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK, Branksome Place, Hindhead Road,

Haslemere, GU27 3PN.

Tel:+44(0)1428647170, +44(0)1428647173

Mobile: +44(0)7988461368, Fax: +44(0)1428647188

(4) رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ، یوکے)

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

ہیں۔ اس وقت کیونکہ مَیں عورتوں سے مخاطب ہوں اس لئے مَیں ان کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور اپنے بچوں کی نمازوں کی بھی اپنے نمونے سے اور انہیں توجہ دلا کر بھی حفاظت کریں۔

بعض ماں باپ شکایت کرتے ہیں اور اس فکر کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہو رہی۔ لڑکوں کی طرف سے بھی فکرمند ہیں اور لڑکیوں کی طرف سے بھی فکرمند ہیں۔ اپنے بچوں کو معاشرے کے گند سے بچانے کی انہیں یہی ضمانت ہے کہ ان کو نمازوں کی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا ہے کہ نمازیں ہی ہیں جو معاشرے کی برائیوں سے اور بے حیائیوں سے تمہیں بچائیں گی اور سیدھے راستے پر ڈالیں گی جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت: 46) یقیناً نماز تمام بری باتوں اور تمام ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے اپنی اولاد کو نمازوں کی عادت ڈال دیں اگر ان کو نمازوں کی عادت پڑ گئی تو اوّل تو انشاء اللہ تعالیٰ برائیوں میں نہیں پڑیں گے اور اگر کسی عارضی اثر کے تحت برائی کر بھی لی تو ان نمازوں کی برکت سے سیدھے راستے پر انشاء اللہ آجائیں گے۔

آپ کا ملک اب ایک ایسا ملک بن رہا ہے جہاں ٹورازم کو بھی بڑا فروغ حاصل ہو رہا ہے، بڑی ترقی حاصل ہو رہی ہے۔ اس سے جہاں مجموعی لحاظ سے ملک کو اقتصادی لحاظ سے فائدہ ہوتا ہے وہاں بہت سی برائیاں بھی آجاتی ہیں۔ ان مغربی ٹورسٹس (Tourists) کو دیکھ کر بے حیائیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے زیادہ فکر کے ساتھ احمدی ماؤں اور احمدی بچیوں کو اپنی عبادتوں اور نمازوں کی طرف توجہ دینی چاہیے تاکہ ہر قسم کے فحشاء اور برائیوں سے وہ خود بھی اور ان کی اولادیں بھی محفوظ رہیں۔

اسی طرح احمدی ماؤں اور بچیوں کو میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جب آپ نمازوں کی طرف توجہ کریں تو قرآن کریم کے پڑھنے اور اُس کو سمجھنے کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس سے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پتہ چلے گا اور اس سے آپ کو اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے کے راستے ملیں گے۔ پس قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور اس کا ترجمہ پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ ایک احمدی مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے اتاری تھی کہ آپ کے ماننے والے اس کے مطابق عمل کریں، اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالیں اور خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں، اس کا پیار حاصل کرنے والے ہوں۔

قرآن کریم کے حکموں میں سے ایک حکم عورت کی حیا اور اس کا پردہ کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری زینت نامحرموں پر ظاہر نہ ہو۔ یعنی ایسے لوگ جو تمہارے قریبی رشتہ دار نہیں ہیں ان کے سامنے بے حجاب نہ جاؤ۔ جب باہر نکلو تو تمہارا سر اور چہرہ ڈھکا ہونا چاہیے، تمہارا لباس حیادار ہونا چاہیے۔ اس سے کسی قسم کا ایسا اظہار نہیں ہونا چاہیے جو غیر کے لئے کشش کا باعث ہو۔ بعض لڑکیاں کام کا بہانہ کرتی ہیں کہ کام میں ایسا لباس پہننا پڑتا ہے جو کہ اسلامی لباس نہیں ہے۔ تو ایسے کام ہی نہ کرو جس میں ایسا لباس پہننا پڑے، جس سے ننگ ظاہر ہو۔ بلکہ یہاں تک حکم ہے کہ اپنی چال بھی ایسی نہ بناؤ جس سے لوگوں کو تمہاری طرف توجہ پیدا ہو۔

پس احمدی عورتوں کو قرآن کریم کے اس حکم پر چلتے ہوئے اپنے لباسوں کی اور اپنے پردے کی بھی حفاظت کرنی ہے اور اب جیسا کہ مَیں نے کہا باہر سے لوگوں کا یہاں آنا پہلے سے بڑھ گیا ہے۔ پھر ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعہ سے بعض برائیاں اور ننگ اور بے حیائیاں گھروں کے اندر داخل ہوگئی ہیں۔ ایک احمدی ماں اور ایک احمدی بچی کا پہلے سے زیادہ فرض بنتا ہے کہ اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچائے۔ فیشن میں اتنا آگے نہ بڑھیں کہ اپنا مقام بھول جائیں۔ ایسی حالت نہ بنائیں کہ دوسروں کی لالچی نظریں آپ پر پڑنے لگیں۔ یہاں کیونکہ مختلف مذاہب اور کلچر کے لوگ آباد ہیں اور چھوٹی سی جگہ ہے اس لئے آپس میں گھلنے ملنے کی وجہ سے بعض باتوں کا خیال نہیں رہتا۔ لیکن احمدی خواتین کو اور خاص طور پر احمدی بچیوں کو اور ان بچیوں کو جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ رہی ہیں اپنی انفرادیت قائم رکھنی ہے۔ ان میں اور دوسروں میں فرق ہونا چاہیے۔ ان کے لباس اور حالت ایسی ہونی چاہیے کہ غیر مردوں اور لڑکوں کو ان پر بری نظر ڈالنے کی جرأت نہ ہو۔ روشن خیالی کے نام پر احمدی بچی کی حالت ایسی نہ ہو کہ ایک احمدی اور غیر احمدی میں فرق نظر ہی نہ آئے۔

پس یہ احمدی ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نگرانی کریں، انہیں پیار سے سمجھاتی رہیں اور بچپن سے ہی ان میں یہ احساس پیدا کریں کہ تم احمدی بچی یا بچہ ہو جس کا کام اس زمانے میں ہر برائی کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ اور احمدی بچیاں بھی جو اپنی ہوش کی عمر کو پہنچ گئی ہیں اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے منسوب ہوتی ہیں جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں رائج کرنا ہے۔ اگر آپ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر چل رہی ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل رہنے کا کیا فائدہ۔ آج کی بچیاں کل کی مائیں ہیں۔ اگر ان بچیوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو گیا تو احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی محفوظ ہوتی چلی جائیں گی۔

پس ہر احمدی عورت اس امر کی طرف خاص توجہ کرے کہ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہے تاکہ اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والی ہو اور برائیوں سے بھی بچنے والی ہو اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی بھی بھرپور کوشش کرنے والی ہو۔ اگر آپ نے یہ کرلیا تو آپ کی اولادیں بھی محفوظ ہوجائیں گی اور آپ کے گھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھر جائیں گے اور آپ کی جماعت کی ترقی کی رفتار بھی کئی گناہ زیادہ ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ آپ مثالی احمدی بن جائیں۔ آپ کے عمل اور دعائیں اور نیکیاں اس علاقے میں احمدیت کا پیغام پھیلانے کا باعث بن جائیں اور مرد بھی آپ سے نمونہ حاصل کرنے والے ہوں اور آپ کا شمار ان عورتوں میں ہو جو انقلاب لانے کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس روحانی انقلاب لانے کا باعث بنائے۔ آمین

☆......☆......☆

تضمین برنظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح''

[انتخاب از کلام مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری (مرحوم)]

بڑھ گئے دنیا میں جب انساں کے اعمالِ قبیح
آئی تب حرکت میں استخلاف کی نصِّ صریح
دہریت کے سیف سے مسلم تھے لبسمل اور ذبیح
''کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار''

آئی کانوں میں صدا جَآءَ الْمَسِیْح جَآءَ الْمَسِیْح
ہر طرف ہے غلغلہ جَآءَ الْمَسِیْح جَآءَ الْمَسِیْح
کہتے ہیں سب اولیاء جَآءَ الْمَسِیْح جَآءَ الْمَسِیْح
''اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیْح جَآءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار''

مہدیٔ معہود نے مانگی تھی رب سے جو دعا
شکر للہ وعدۂ موعود بھی پورا ہوا
عندلیبانِ چمن میں ہو رہا ہے تذکرہ
''باغ میں ملّت کے ہے کوئی گُل رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار''

یہ خدائے ذو المنن سے امن کا پیغام ہے
جبکہ دنیا میں فساد و جنگ کا کہرام ہے
غیر جا حاصل اماں ہو یہ خیالِ خام ہے
''اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشت خار''

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر167)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ فروری، مارچ 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

معصوم احمدی نوجوان اسیرِ راہِ مولیٰ

گوجرانوالہ: گزشتہ سال 27/جولائی کو گوجرانوالہ میں چند شر پسندوں نے ایک احمدی نوجوان عاقب سلیم پر یہ الزام لگا دیا کہ انہوں نے فیس بک پر مسجدِ حرام (مکّہ) کی تصویر کی بے حرمتی کی ہے۔ چنانچہ عوام نے اس بات کی کوئی تصدیق نہ مانگی اور مشتعل ہو کر علاقہ میں موجود احمدیوں کے گھروں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ کر انہیں آگ لگا دی۔ اس واقعہ میں ایک احمدی خاتون اور ان کی دو پوتیاں کُل تین احمدی دم گھٹنے کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اس واقعہ کے بعد احمدیوں کی جانب سے حملہ آوروں کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کروائی گئی جس میں دو شرّ پسندوں محمد جمیل عرف فوجی اور سجاد گل کو بھی نامزد کیا گیا جس پر پولیس نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ مورخہ 20/اپریل کو باوجودیکہ احمدیوں کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل نے بڑی محنت اور لیاقت کے ساتھ ان دونوں اشخاص کے اس حملے میں واضح طور پر ملوّث ہونے کو ثابت کر دیا، مگر لاہور ہائی کورٹ نے ان دونوں شرّ پسندوں کی ضمانت لے کر انہیں رہا کر دیا۔

دوسری جانب احمدی نوجوان عاقب سلیم کے بارے میں جنہیں 6/اگست 2014ء کو گرفتار کیا گیا تھا تحقیقات کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ ان پر لگایا جانے والا الزام جس کی بنا پر عوام نے مشتعل ہو کر احمدیوں کے گھروں کو نذرِ آتش کر دیا تھا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ عاقب سلیم کسی بھی طرح مقاماتِ مقدسہ کی گستاخی کے مرتکب نہیں ہوئے اور نہ ہی ایک احمدی ایسا کرنے کا سوچ بھی سکتا ہے۔ باوجودیکہ ان پر لگائے جانے والے تمام تر الزامات غلط ثابت ہو چکے ہیں، وہ ابھی تک بدستور قید میں ہیں۔ عدالتِ عالیہ متعدد تاریخیں دے چکی ہے لیکن ابھی تک ان کی ضمانت نہیں لی جا سکی۔

چھ احمدی پابندِ سلاسل

چک نمبر 109 ج ب، ضلع فیصل آباد؛ 20/اپریل 2015ء: یہاں کی مقامی احمدیہ مسجد کی حفاظتی دیوار کی تعمیر پولیس کی دست اندازی کی وجہ سے گزشتہ دو سال سے رکی ہوئی ہے۔ اس مسجد کی ایک جانب حفاظتی دیوار کی تعمیر کو لے کر ایک بہت بڑا ایشو کھڑا کر دیا گیا ہے۔

یہاں کی مقامی جماعت نے مسجد کو مزید محفوظ کرنے کے لئے اس جانب دیوار تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ جب کافی حد تک کام مکمل ہو چکا تو مخالف پارٹی نے پولیس کو بلوا کر اس دیوار کی تعمیر رکوا دی۔ پولیس یہاں کے مقامی صدر جماعت عبدالرؤف کو اور ایک اور عہدیدار کو جن کا نام اکرام بتایا جاتا ہے اپنے ساتھ لے گئی اور پوچھ گچھ کرنے کے بعد انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی۔

یہ 20/اپریل 2015ء کا واقعہ ہے کہ بیس کے قریب لوگ جن کا تعلق بریلوی مکتبِ فکر سے بتایا جاتا ہے موٹر سائیکلوں پر اسلحہ سے لیس ہو کر مسجد کی زیرِ تعمیر دیوار کے پاس آئے۔ انہوں نے کافی دیر وہاں پر کھڑے ہو کر ہوائی فائرنگ کی اور پھر اس دیوار کو گرا کر وہاں سے چلتے بنے۔ احمدیوں نے ایمرجنسی نمبر 15 پر فون کر کے پولیس کو بلوا لیا جس پر پولیس نے فریقین کو تھانے میں طلب کیا۔ آپس میں بات چیت ہوتی رہی جس کے بعد حیران کن طور پر پولیس نے بات چیت کے لئے تھانے جانے والے پانچ احمدیوں کو موقع پر گرفتار کر لیا۔ ان میں رفیق کاہلوں، عبدالرؤف، بلال احمد، لقمان اجمل اور مسعود احمد شامل ہیں۔ پولیس نے دوسرے احمدیوں کو ان سے ملنے کی اجازت بھی نہ دی۔ اس کے بعد پولیس نے ایک اور احمدی دوست بنام اکرام کے گھر چھاپہ مار کر انہیں بھی گرفتار کر لیا۔

اس کے بعد پولیس نے تیرہ نامزد جبکہ دس نامعلوم بریلویوں کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا چھ احمدیوں اور پانچ نامعلوم احمدیوں کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کر دی۔ یہ ایف آئی آر کریمنل پروسیجر کوڈ کے سیکشن 148، 149، 324/337-H، انسدادِ دہشت گردی ایکٹ کی شق نمبر 7 اور دفعہ 16-MPO کے تحت درج کی گئی ہے۔

یہ تمام احمدی دوست بغیر کسی جرم کے زیرِ حراست ہیں۔ ان کی ضمانت پر رہائی کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

یہ واقعہ درج ذیل الجھاؤ ذہن میں پیدا کرتا ہے:

1۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان میں انصاف کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اکثریت کی تمام تر خواہشات کو ہی پورا کیا جاتا رہے گا یا ایسے گروہ جو نسبتاً کم تعداد میں ہیں ان کے بھی کچھ حقوق ہیں؟

2۔ احمدیوں کو کس بنیاد پر اپنی ملکیتی زمین پر ایک دیوار کو تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی؟

3۔ اگر اس مسجد کی ایک جانب سے ہر کس و ناکس کو اس میں داخل ہونے کا حق دے دیا جائے تو اس مسجد کی حفاظت کی کون ضمانت دے گا؟

4۔ کیا جبکہ موجودہ حالات میں حکومتی انتظامیہ کی طرف سے احمدیوں کو اپنی مساجد کو محفوظ تر کرنے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں، احمدیوں کا اپنی مسجد کے اردگرد، اپنی ملکیتی زمین پر حفاظتی دیوار تعمیر کرنا جرم ہے؟

5۔ احمدیہ مسجد پر حملہ کرنے والے وہاں سرِ عام فائرنگ کرنے والے اور اس کی دیوار کو نقصان پہنچانے والے شر پسندوں کے ساتھ احمدیوں کے خلاف بھی کس بنیاد پر مقدمہ قائم کر دیا گیا ہے؟

6۔ حملہ آور گروہ کے خلاف تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295 کے تحت مقدمہ کیوں قائم نہیں کیا گیا جس کے مطابق کسی بھی عبادتگاہ کو نقصان پہنچانا ایک جرم ہے۔

7۔ احمدیوں نے اپنی مسجد پر حملہ ہونے پر ایمرجنسی نمبر 15 پر فون کر کے پولیس کو مدد کے لئے طلب کیا۔ کیا پنجاب پولیس فیصل آباد میں اس طرح مظلوموں کی مدد کرتی ہے کہ الٹا ان کے خلاف ہی جھوٹا مقدمہ قائم کر دیا جاتا ہے؟

8۔ پولیس کے ضابطہ کی کونسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ حملہ آور پارٹی اور مظلوم پارٹی کو ایک ہی ترازو میں تولا جائے اور ظالم کے خلاف تو ٹھیک، مظلوم کے خلاف بھی مقدمہ درج کر دیا جائے؟

9۔ کیا احمدیوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ دہشتگردی اور شدّت پسندی کے انسداد کے لئے حال ہی میں جاری کیے جانے والے نیشنل ایکشن پلان کے مطابق ہے یا اس کے برخلاف؟

ملّاں کا بے بنیاد احتجاج

تتہ پانی، کوٹلی، آزاد کشمیر؛ مارچ/اپریل 2015ء: یہاں کے کچھ شرّ پسند پولیس کے پاس یہ درخواست لے کر پہنچے کہ ایک احمدی چودھری امجد نے فیس بک پر ان کے پیر کی تصویر کی بے حرمتی کی ہے اس لئے انہیں گرفتار کیا جائے۔ اس پر پولیس نے فوری طور پر امجد کے خلاف ایف آئی آر درج کی اور انہیں گرفتار کر لیا۔ اس پر ان شرّ پسندوں کی تسلی نہ ہوئی تو انہوں نے شہر کی سڑکوں پر مظاہرے کرنا شروع کر دیے۔

جن پیر صاحب کے پیروکاروں نے یہ کارروائی کی تھی یہ اُس وقت انگلستان میں تھے۔ یہ پیر صاحب علاقہ میں اثر ورسوخ رکھتے ہیں اور علاقے کی بڑی بڑی شخصیات ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہیں۔

شرّ پسندوں کی معمولی مظاہروں پر بھی تسلی نہ ہوئی تو انہوں نے اس معاملہ کو لے کر ایک بہت بڑا جلوس نکالنے کا اعلان کیا۔ پیر صاحب کو جب اس سارے معاملے کی حقیقت کا علم ہوا کہ یہ سب کچھ احمدیوں کے خلاف فتنہ پیدا کرنے کے لئے ایک سازش کے سوا کچھ نہیں تو انہوں نے بیرونِ ملک سے ہی اپنے مریدوں کو ایسے کسی جلوس کے نکالنے سے منع کر دیا۔ اور پھر مقررہ تاریخ پر کوئی جلوس نہیں نکالا گیا۔

دوسری جانب امجد چودھری کا یہ کہنا ہے کہ جو الزام ان پر لگایا گیا ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ انہوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ مزید یہ کہ ابتدائی تحقیقات بھی انہیں معصوم ثابت کرتی ہیں۔ مزید تحقیقات ابھی جاری ہیں۔

اسی شہر میں ہونے والے ایک اور واقعہ میں ایک مشتعل ہجوم نے ایک احمدی کی نام کی تختی سے 'حاجی' کے لفظ کو مٹا دیا۔ حالات کو ناسازگار دیکھتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی انتظامیہ نے احمدیوں کو محتاط رہنے کا کہا ہے جبکہ امجد چودھری صاحب ابھی تک ایک جھوٹے الزام کی پاداش میں پابندِ سلاسل ہیں۔

ماہنامہ انصاراللہ پر قائم ہونے والا مقدمہ

لاہور، 8/اپریل 2015ء: ہم نے اپنی ایک رپورٹ میں مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے جاری کیے جانے والے رسالہ ماہنامہ انصاراللہ کے پبلشر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کی لاہور میں واقع ایک عدالت کے احاطہ سے گرفتاری کا ذکر کیا تھا۔ طاہر مہدی اپنے اوپر قائم کیے جانے والے ایک اور مقدمہ کی ضمانت قبل از گرفتاری حاصل کرنے کے لئے عدالت میں حاضر ہوئے تھے۔

طاہر مہدی پر تھانہ ملّت ٹاؤن میں ایک ملّاں کی پرائیویٹ رپورٹ پر دفعہ 295-A اور 298-C کے تحت 16/اپریل 2014ء کو مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔

پولیس نے تفتیش کے لئے عدالت عالیہ سے طاہر مہدی کو تین دن کے ریمانڈ پر لیا۔ اس کے بعد عدالت نے ماہنامہ انصاراللہ کے پبلشر کو جوڈیشل کسٹرڈی میں دیتے ہوئے انہیں جیل منتقل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

اس فیصلہ کے خلاف عدالت میں ایک اپیل دائر کی گئی جسے جج نے پانچ روز تک کارروائی کرتے ہوئے 8/اپریل 2015ء کو خارج کر دیا۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ طاہر مہدی کے خلاج درج کیا جانے والا مقدمہ نہ صرف سراسر جھوٹا ہے بلکہ وہ اس واقعہ میں کہ جس کی بنا پر مقدمہ دائر کیا گیا ہے کسی بھی طرح ملوّث نہ تھے۔ جہاں تک اس رسالہ کا تعلق ہے جس کے یہ پبلشر ہیں تو اس میں بھی کسی قسم کی کوئی ایسی بات پولیس کو ابھی تک نہیں مل سکی جو خلافِ قانون یا خلافِ ضابطہ ہو۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ جبکہ عدالت کو طاہر مہدی پر لگائے الزامات کے ثبوت فراہم نہیں کیے جا سکے اس کے باوجود عدالت نے ان کی ضمانت کیوں نہ لی؟

اس اپیل کی شنوائی کے دوران سرکاری وکیلِ استغاثہ نے بے گناہ ہونے کے باوجود طاہر مہدی کی ضمانت کی درخواست پر اعتراضات اٹھائے جبکہ سپریم کورٹ کی واضح ہدایت موجود ہے کہ "The state should provide security to minorities, otherwise ..." (اقلیتوں کی حفاظت کی ذمہ داری اسٹیٹ پر عائد ہوتی ہے۔)

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، 9/فروری 2013ء)

حکومتی تنخواہ خواں ملّاں، اور احمدیت کی مخالفت

لاہور: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی بعض رپورٹس سے اشارۃً اور بعض سے صراحتاً یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایوانِ اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگ مخالفینِ احمدیت کی کارروائیوں میں ان کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو کہ ریاست سے تنخواہ لیتے ہیں اور ریاست میں یہاں بسنے والے لوگوں کے خلاف اشتعال اور نفرت کی آگ بھڑکاتے ہیں۔

روزنامہ اوصاف نے ایک تین کالمی خبر اپنے چناب نگر کے نمائندہ کے حوالہ سے شائع کی جس میں ملّاں زاہد محمود قاسمی کا ایک بیان دیا گیا تھا۔ یہ ملّاں اسلامک آئیڈیالوجی کونسل (آئی آئی سی) کا ممبر ہونے کے ساتھ ساتھ انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ اور پاکستان علماء کونسل کا جنرل سیکرٹری بھی ہے۔ بیان جو درج کیا گیا ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے:

'قادیانیت ایک بہت بڑا فتنہ ہے

(زاہد محمود قاسمی نے) کہا: قادیانی ایک بہت بڑا فتنہ ہیں جو اپنے آقاؤں امریکہ اسرائیل اور دیگر مغربی ممالک کے ایجنڈے کو لاگو کرنے کے لئے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ سارے عالمِ اسلام کو چاہیے کہ اس فتنہ کے سر کو کچلنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ انہوں نے مہمانوں اور میڈیا کے نمائندگان سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 'ختمِ نبوّت' کا عقیدہ ہمارے ایمان کی بنیاد اور ضروری حصہ ہے۔ ہم اس عقیدے کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں ہلکی سی گستاخی بھی برداشت نہیں کریں گے۔'

یہ ملّاں جو کہ فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دینے کا کام 'بخوبی' سرانجام دے رہا ہے پاکستان علماء کونسل کا جنرل سیکرٹری ہونے کے ساتھ ساتھ حکومتِ پنجاب کے مشیروں (جو وزیر کے برابر ہوتا ہے) میں سے بھی ہے۔ اس شخص کو پبلک فنڈز سے تنخواہ دی جاتی ہے۔ ایک طرف سانحہ پشاور کے بعد حکومت دہشتگردی کے سدِ باب اور فرقہ واریت کو کم کرنے کے لئے نیشنل ایکشن پلان تجویز کر چکی ہے اور دوسری جانب حکومتِ پنجاب میں وزیر کا درجہ رکھنے والا ایک مشیر فرقہ واریت کو ہوا دینے میں دن رات مصروف ہے۔ اس کا کیا مطلب؟

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سلطنتِ برطانیہ سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی ایک الہامی پیشگوئی کے ظہور پر مشہور برطانوی مؤرخ کی شہادت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21 مارچ 2011ء میں مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جو ایک پرانی اشاعت (مطبوعہ 1960ء) سے منقول ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک الہامی پیشگوئی کے بروقت ظہور پر مشہور برطانوی مؤرخ مسٹر ٹوائن بی کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 1891ء میں قیام لدھیانہ کے دوران اپنے بعض صحابہ کو اپنا حسب ذیل الہام سنایا:

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ایّام ضُعف و اختلال

یعنی سلطنت برطانیہ کا موجودہ عروج آٹھ سال تک اسی طرح برقرار رہے گا۔ اس کے بعد کمزوری اور اضمحلال کے آثار شروع ہوجانے کے باعث اس کے زوال کی بنیاد پڑے گی۔

حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ سنوری کی بیان کردہ روایت کے مطابق یہ الہام 1891ء سے بھی قبل کا ہے۔ گو اسے حضور نے بیان اپنے قیام لدھیانہ کے دوران بھی کیا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ الہام 1888ء، 1889ء یا اس سے بھی کچھ قبل کے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر الہام کے الفاظ کے مطابق اس میں آٹھ سال جمع کئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سلطنت برطانیہ کے زوال کی بنیاد 1896-97ء یا اس کے قرب و جوار کے زمانہ میں پڑنی مقدّر تھی۔ ہرچند کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس الہام کو اس زمانہ میں شائع نہیں فرمایا لیکن چونکہ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ نے یہ الہام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو سنا دیا تھا اس لئے انہوں نے انہی دنوں اسے اپنے رسالہ ’’اشاعۃ السنہ‘‘ میں چھاپ دیا۔ اس کے بعد وہ ’’پیشگوئی ہشت سالہ‘‘ کے نام سے اس کا بار بار ذکر کرتے رہے تاکہ انگریز حکومت کو حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بھڑکایا جاسکے۔ (مثلاً ملاحظہ ہو’’اشاعۃ السنہ‘‘، جلد 13 نمبر 1-3 صفحہ 3)

جس زمانے میں حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی اس زمانے میں کوئی ایک شخص بھی یہ باور کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ آٹھ سال کی قلیل مدت کے اندر برطانیہ عظمٰی کی وسیع و عریض سلطنت زوال پذیر ہونی شروع ہوجائے گی۔ کیونکہ اس وقت برطانیہ کی قسمت کا سورج نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امر کا تفصیلی علم نہیں دیا گیا تھا کہ اس زوال کی نوعیت کیا ہوگی اور یہ کہ اس سے مراد کیا ہے؟ یا پھر آپ اسے ظاہر کرنا مناسب خیال نہیں فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ نے اس الہام کے بارہ میں آپؑ سے عرض کیا کہ اس میں روحانی اور مذہبی طاقت کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا جو ہونا ہے وہ ہوکر رہے گا ہم پیش از وقت کچھ نہیں کہہ سکتے۔

وقت گزرتا گیا اور دنیا والوں کی نگاہ میں بظاہر برطانیہ کی طاقت میں زوال و اضمحلال کے آثار رونما نہیں ہوئے اور برطانوی قوم یہی سمجھتی رہی کہ اس کا غلبہ ہمیشہ ہمیش قائم رہے گا۔ قریباً پچیس سال گزر گئے تو یکایک پہلی جنگ عظیم شروع ہوگئی جو چار سال تک جاری رہی۔ جب اس پر بھی قریباً 25 سال گزر گئے تو دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور اس نے بھی پانچ چھ سال دنیا کو خوب تہ و بالا کیا۔ ان دونوں جنگوں کے نتیجہ میں برطانیہ کی قوت زائل ہوکر رہ گئی، ہرچند کہنے کو اسے شکست کا منہ دیکھنا نہیں پڑا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کی وہ پہلی سی قوت باقی نہیں رہی اور اسی لئے چند سال کے اندر ہی برطانوی سلطنت سمٹنی شروع ہوئی اور وہ وسیع و عریض علاقے جو اس کے زیرنگین تھے ایک ایک کرکے آزاد ہونے لگے۔

بعدازاں یورپ اور خود برطانیہ کے اپنے مؤرخ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے کہ برطانیہ جس زمانے کو اپنے انتہائی عروج کا زمانہ سمجھتا تھا اس کے زوال کی اصل بنیاد عین اس زمانے میں ہی پڑ چکی تھی۔ چنانچہ برطانیہ کے نامور فلسفی اور مؤرخ مسٹر آرنلڈ جے ٹوائن بی نے جنہیں ساری دنیا میں ان کے علم و فضل کی وجہ سے بہت احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، 1947ء میں ایک مضمون "The Present Point in History" کے زیرعنوان لکھا تھا۔ اس میں انہوں نے برطانوی قوم کے زوال کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے اسباب و عوامل پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بالآخر وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ باطنی تحریکات جو بالآخر پچاس سال کے بعد ایک ہولناک طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں اور جس کے نتیجہ میں برطانیہ کی طاقت منتشر ہوکر رہ گئی، دراصل 1897ء میں ہی شروع ہوچکی تھیں۔

مسٹر ٹوائن بی کا یہ مضمون ان کے اس مجموعہ مضامین میں شامل ہے جو "Civilization on Trial" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ اس میں انہوں نے 1897ء کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس وقت برطانوی قوم قوّت و اقتدار کے نشہ میں پوری طرح مدہوش تھی، وہ سمجھتی تھی کہ اب دنیا کی تاریخ اپنے اختتام کو پہنچ چکی ہے۔ اہل برطانیہ اس خیال میں مگن تھے کہ 1815ء میں واٹرلُو کی لڑائی جیتنے کے بعد امور خارجہ کی سب الجھنیں ہمیشہ کے لئے طے ہوچکی ہیں۔ اسی طرح ان کا خیال تھا کہ 1832ء میں مشہور ریفارم بل پاس ہوجانے کے بعد داخلی امور کو وہ استحکام نصیب ہوا ہے کہ ان میں تزلزل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ نیز 1857ء کا معاملہ ہونے اور ہندوستان کے پوری طرح زیرنگیں آجانے کے بعد وہ مطمئن تھے کہ اب سلطنت برطانیہ پر کبھی سورج غروب نہ ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ برطانوی قوم کے وہ لوگ جو 1897ء میں ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی کے موقعہ پر لندن میں برطانوی نوآبادیات کی فوجوں کا مارچ پاسٹ دیکھ رہے تھے ان میں سے بہت ہی کم تھے جو یہ سوچنے کی زحمت اٹھانے کے لئے تیار تھے کہ ہرکمال بالآخر زوال پر منتج ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ انہیں اپنی قسمت کا سورج نصف النہار پر چمکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ اب نصف النہار پر ہی ٹھہرا رہے گا اور لطف یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کی ضرورت بھی نہیں سمجھی کہ یشوع کی طرح سورج کو نصف النہار پر ٹھہرے رہنے کا سحرآمیز حکم ہی دے دیتے۔ (یہاں مسٹر ٹوائن بی نے بائبل میں مندرج صحیفۂ یشوع کے باب 10 کی آیات 13,12 کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں مذکور ہے کہ یشوع کے حکم سے سورج ٹھہرا رہا اور اس وقت تک غروب نہ ہوا جب تک کہ بنی اسرائیل نے دشمنوں سے انتقام نہ لے لیا۔)

مسٹر ٹوائن بی لکھتے ہیں کہ 1897ء میں برطانوی قوم اپنے حق میں اس خیالی معجزے کو ایک طے شدہ حقیقت تصور کربیٹھی۔ بادی النظر میں انہیں جو کچھ دکھائی دے رہا تھا اس کی رُو سے ان کے نزدیک تاریخ اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی۔

وہ مزید لکھتے ہیں: ’’1947ء کے تاریخی حالات کی روشنی میں جب ہم (پچاس سال) پیچھے کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں برطانوی قوم کے متوسط طبقے کی یہ خام خیالیاں سراسر جنون اور دیوانگی کے مترادف نظر آتی ہیں۔‘‘

اس کے بعد مسٹر ٹوائن بی نے مغربی اقوام کے مزاج اور ان کی تہذیب کا تجزیہ کرکے اُس عام ذہنی کشمکش اور بے اطمینانی پر روشنی ڈالی ہے جو اس تہذیب کی وجہ سے یورپ کی اکثر اقوام کے متوسط طبقوں میں پیدا ہوئی اور جو بالآخر سلطنت برطانیہ کے زوال کا پیش خیمہ ثابت ہوکر رہی۔ اسی ضمن میں انہوں نے مزید لکھا ہے کہ یہ ذہنی کشمکش اور بے اطمینانی درپردہ 1897ء میں شروع ہوکر زمانے کے حالات پر اثرانداز ہونی شروع ہوگئی تھی۔

وہ لکھتے ہیں: ’’بادی النظر میں دکھائی نہ دینے والی وہ زیرزمین تحریکات جنہیں باطنی کشمکش کو بھانپنے والا ایک سماجی ماہر 1897ء میں زمین سے کان لگاکر محسوس کرسکتا تھا اصل باعث ہیں ان زلزلوں اور طوفانوں اور آتش فشاں دھماکوں کا جنہوں نے گزشتہ پچاس سال کے عرصہ میں تاریخ کی بےرحم چکّی یا جگن ناتھ کی اندھی رَتھ کو حرکت میں آنے کا اشارہ کیا ہے‘‘۔ (مراد ہندوؤں کے جگن ناتھ نامی اس اوتار کی رتھ سے ہے جس کے آگے لوگ اندھا دھند اپنے آپ کو پھینک کر ہلاک کرلیتے تھے۔)

مسٹر ٹوائن بی جیسے عظیم مؤرخ اور فلسفی کا یہ اعتراف کہ وہ عوامل جو بالآخر 50 سال کے طویل عرصہ میں برطانوی اور دیگر یورپی اقوام کے زوال کا باعث بنے دراصل 1897ء میں ہی جنم لے چکے تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا الہام کی صداقت کو نہایت شان کے ساتھ آشکار کررہا ہے۔

اعجاز خلافت۔ غیرمعمولی شفا کے واقعات

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 مئی 2011ء میں مکرمہ ص۔ مسعود صاحبہ ’’خلافت کا معجزہ‘‘ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ 14/اگست 2007ء کومَیں شدید طور پر بیمار ہوگئی۔ الٹیوں کی وجہ سے پانی کی شدید کمی سے مَیں بیہوش ہوگئی۔ ہسپتال میں ڈاکٹروں نے معائنہ کرکے بتایا کہ میری زندگی صرف چند گھنٹوں پر مشتمل ہے۔ میرے بھائی نے فوری طور پر میرے گھر والوں اور سسرال والوں کو بھی اطلاع دی۔ سب ہی سخت پریشان ہوئے۔ مَیں بیہوش تھی، میرا منہ کھلا اور آنکھیں ٹکٹکی باندھے چھت کو دیکھ رہی تھیں۔ اس وقت میری بہن نے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ پھر معجزانہ طور پر میری حالت بہتر ہونی شروع ہوگئی۔ یہ سب خلافت کی برکت تھی۔ کیونکہ اسی بیہوشی کے عالم میں مَیں نے حضور پُرنور کو دیکھا کہ آپ کالی اچکن، سفید پگڑی اور سفید شلوار پہنے ہوئے ہیں اور چہرہ مبارک سے نور ہی نور ٹپک رہا تھا۔ بیہوشی کے عالم میں میرے منہ سے نکلا ’’حضور! حضور!‘‘۔ ڈاکٹروں نے بھی اس بات کا اقرار کیا کہ میری زندگی ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ صبح جب وہ آئے تو انہوں نے اعتراف کیا کہ اُن کا خیال تھا کہ صبح جب ہم آئیں گے تو یہ مریض ختم ہوچکا ہوگا۔

اس سے چار سال پہلے جب میں نے موتیا کی وجہ سے آنکھ بنوائی تھی تو اُس وقت آنکھ میں انفیکشن کی وجہ سے شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس وقت بھی حضور پُرنور کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی تھی۔ اب میری زندگی کا ہر دن حضور پُرنور کی قبولیت دعا کا ایک زندہ نشان ہے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2011ء میں ایک واقعہ (مرسلہ مجلس نصرت جہاں ربوہ) شائع ہوا ہے۔

مکرم ڈاکٹر اسد احمد صاحب (کینیا) کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح کنویں میں گرکر شدید زخمی ہوجانے والے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے غیرمعمولی طور پر شفا عطا فرمائی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ماہ دسمبر 2010ء میں ہیومینٹی فرسٹ کے زیرانتظام Bonde Secondry School کے نزدیک Kombewa کے مقام پر ایک کنواں کھودا جارہا تھا۔ 40 فٹ کی گہرائی تک جاچکے تھے کہ دورانِ کام ایک مزدور Saeed Masungu رسّی ہاتھ سے چھوٹ جانے کی وجہ سے نیچے جاگرا۔ بدقسمتی سے نیچے ایک بہت تیز دھار والی کسّی پڑی تھی جس سے اس کے دائیں پاؤں کے تلوے کا گوشت 4 انچ لمبائی تک اس طرح مکمل کٹ گیا جس طرح کسی جوتی کا تلوا اکھڑکر الگ ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اسے کئی چوٹیں آئیں۔ زخمی حالت میں اس مزدور کو ڈسٹرکٹ ہسپتال کسوموں ایسٹ میں داخل کروایا گیا اور بارہ دن علاج ہوتا رہا لیکن کٹا ہوا گوشت پاؤں کے ساتھ نہ جڑسکا۔

ایسے میں مکرم محمد افضل ظفر صاحب مربی سلسلہ کسوموں نے مریض کو مکرم ڈاکٹر اقبال حسین صاحب کے پاس شیانڈا بھجوا دیا کہ اس کے علاج کی کوشش کریں۔ اتفاق سے انہی دنوں مکرم ڈاکٹر اسد احمد صاحب انچارج احمدیہ ہومیو ڈسپنسری نیروبی بھی نیروبی سے شیانڈا گئے ہوئے تھے۔ باہمی مشورہ سے ہومیوپیتھی نسخہ تجویز کیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں خاص دعا کی درخواست بھی کی جاتی رہی۔ تقریباً دو ہفتوں کے علاج سے کٹا ہوا گوشت جُڑ گیا اور زخم مکمل طور پر مندمل ہوگیا۔ جو بیساکھی وہ سہارے کے لئے استعمال کررہا تھا وہ بھی اس نے چھوڑ دی۔ اس مریض کے ٹھیک ہونے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا خاص اثر تھا۔ یہ نوجوان اپنی شفایابی پر بے حد خوش تھا۔ اور فرمائش کی کہ اسے ایک بار پھر اس کنویں والی جگہ پر لے جایا جائے تاکہ علاقہ کے لوگ حضور انور کی دعاؤں کا یہ معجزہ دیکھیں اور اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان مستحکم ہو۔ علاقہ کے لوگوں کو اس کے سر اور ٹانگ کی سلامتی کی بہت کم امید تھی اور زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے فکرمندی تھی۔ چنانچہ اسے مقام حادثہ پر لے جایا گیا اور اسے تندرست دیکھ کر لوگ بہت خوش ہوئے۔

دورانِ علاج اس نوجوان نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں بھی تعارف حاصل کیا اور سوالات پوچھتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد جماعت کی صداقت کے بارہ میں تسلی پانے پر اس نے احمدیت قبول کرلی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 29, 2015 – June 04, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 29, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah An-Nisaa verses 45-52 with Urdu translation.
00:30 Dars-e-Malfoozat
01:00 Yassarnal Quran: Lesson no. 59.
01:25 Far East Tour: Recorded on December 18, 2013.
01:55 Spanish Service: Programme no. 4.
02:40 Pushto Muzakarah
03:20 Tarjamatul Quran Class
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 86.
06:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 53-61 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 60.
07:00 Far East Tour: Rec. December 18, 2013.
07:40 The Era Of Khalifatul-Masih II
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on May 2, 2015.
09:55 Indonesian Serivce
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 69.
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:40 Tilawat: Surah Al-Baqarah verses 155-161 and verses 162-167.
13:55 Seerat-un-Nabi: A discussion about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
14:35 Shotter Shondane: Rec. September 30, 2011.
15:40 The Era Of Khalifatul-Masih II [R]
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Far East Tour [R]
18:55 Seerat-un-Nabi [R]
19:30 Sultans Of Science
20:00 The Era Of Khalifatul-Masih II [R]
20:35 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday May 30, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 53-61 with Urdu translation.
00:35 Yassarnal Quran [R]
01:05 Far East Tour [R]
01:40 Sultans Of Science [R]
02:10 Friday Sermon: Recorded on May 29, 2015.
03:20 Rah-e-Huda [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 87.
06:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 62-72 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Majmooa Ishteharaat
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
07:00 Convocation Of Jamia Ahmadiyya UK: Recorded on January 11, 2014.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: Programme no. 62.
09:00 Question And Answer session: Recorded on December 8, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on May 29, 2015.
12:15 Tilawat
12:30 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 The Era Of Khalifatul-Masih II
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Convocation Of Jamia Ahmadiyya UK [R]
19:30 Faith Matters: Programme no. 176.
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:35 Story Time [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday May 31, 2015

00:05 World News
00:20 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 62-72 with Urdu translation.
00:35 Dars-e-Majmooa Ishteharaat
00:55 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
01:25 Convocation Of Jamia Ahmadiyya UK [R]
02:25 Story Time [R]
02:45 Friday Sermon [R]
03:55 The Era Of Khalifatul-Masih II [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no.74.
06:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 73-79 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 60.
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on May 3, 2015.
07:55 Faith Matters: Programme no. 30.
09:00 Question & Answer Session: Rec. September 5, 1998.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on April 25, 2014.
12:10 Tilawat
12:25 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
12:35 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 29, 2015.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. September 30, 2011.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:15 Seerat Sahabiyat-e-Rasool
17:00 Kids Time: Programme no. 45.
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:25 Faith Matters [R]
20:30 Roots To Branches
21:00 Open Forum
21:40 The Era Of Khalifatul-Masih II [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday June 01, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat [R]
00:40 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
00:50 Yassarnal Quran [R]
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
02:25 The Era Of Khalifatul-Masih II [R]
02:40 Roots To Branches [R]
03:10 Friday Sermon [R]
04:20 Open Forum [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 89.
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan verses 93-101 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
07:00 Far East Tour: Recorded on December 18, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on July 13, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on February 06, 2015.
11:05 Faiza'an Khilafat Mosha'aira
12:00 Tilawat
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 14, 2009.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Faiza'an Khilafat Mosha'aira [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on May 30, 2015.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:25 Far East Tour [R]
19:10 Somali Service: Programme no. 9.
19:45 Khilafat Qudrat-e-Sani
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Faiza'an Khilafat Mosha'aira [R]

Tuesday June 02, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 93-101 with Urdu translation.
00:35 Dars-e-Hadith [R]
00:50 Al-Tarteel [R]
01:30 Far East Tour [R]
02:15 Kids time: Programme no. 45.
02:50 Friday Sermon [R]
04:00 Medical Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 90.
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 102-110 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 61.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on May 03, 2015.
08:00 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 7.
08:30 Australian Service
08:55 Question & Answer Session: Rec. May 05, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 29, 2015.
12:05 Tilawat
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 30.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 9.
15:30 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 7.
16:00 Wasiyyat
17:00 Khilafat Qudrat-e-Sani
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 29, 2015.
20:30 Aao Urdu Seekhain [R]
21:00 Noor-e-Mustafwi
21:15 Australian Service [R]
22:00 Faith Matters [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday June 03, 2015

00:10 World News
00:25 Tilawat [R]
00:35 Dars-e-Malfoozat [R]
00:45 Yassarnal Quran [R]
01:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
02:10 Aao Urdu Seekhain [R]
02:30 Noor-e-Mustafwi [R]
02:55 Story Time [R]
03:15 Wasiyyat [R]
04:15 Khilafat Qudrat-e-Sani [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 91.
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 111-118 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
07:05 Taleem And Tarbiyyati Class: Recorded on April 14, 2014.
08:00 Shaam-e-Ghazal
09:00 Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on May 29, 2015.
12:10 Tilawat
12:25 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 14, 2009.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:50 Kids Time: Programme no. 45.
16:25 Faith Matters: Programme no. 81.
17:25 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
18:00 World News
18:25 Taleem And Tarbiyyati Class [R]
19:25 French Service: Horizons d'Islam. Episode 15
20:30 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:10 Kids Time [R]
21:55 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan: Recorded on May 30, 2015.

Thursday June 04, 2015

00:10 World News
00:30 Tilawat [R]
00:45 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
01:15 Taleem And Tarbiyyati Class [R]
02:15 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
03:00 Shaam-e-Ghazal [R]
03:50 Faith Matters [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 92.
06:05 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 119-127 with Urdu translation.
06:20 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 61.
06:50 Inauguration Crawley Masjid: Recorded on January 18, 2014.
08:30 Beacon Of Truth: Recorded on April 19, 2015.
09:30 Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Fatiha, verses 1-7, Class No. 01. Recorded on July 15, 1994.
10:20 Indonesian Service
11:35 Japanese Service: Programme no. 17.
12:20 Tilawat
12:35 Dars-e-Malfoozat
12:55 Yassarnal Quran [R]
13:15 Beacon Of Truth [R]
14:20 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on May 29, 2015.
15:25 Aao Urdu Seekhain
15:50 Persian Service: Programme no. 28.
16:20 Tarjamatul Quran Class [R]
17:15 Yassarnal Quran [R]
17:35 World News
17:55 Inauguration Crawley Masjid [R]
19:20 German Service
20:25 Faith Matters: Programme no. 167.
21:25 Tarjamatul Quran Class [R]
22:35 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 29 May , 2015 | Issue No. 22

کسی بھی قوم کے بنانے یا بگاڑنے میں عورت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ مستقبل کی نسلیں اس کی گود میں پرورش پا رہی ہوتی ہیں۔

بچے عموماً ماں باپ کے مزاج دیکھتے ہیں، ان کے عمل دیکھتے ہیں، ان کے نمونے دیکھتے ہیں اور سب سے زیادہ ماؤں کے نمونے ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

ان نمونوں میں سب سے مثالی چیز دعا ہے اور دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ آپ کی یہ نمازیں اور دعائیں آپ کے بچوں کی تربیت کی بھی ضمانت بن جائیں گی۔

خود بھی نمازوں کی طرف خاص توجہ پیدا کریں اور اپنی اولادوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ نماز پڑھنے والی ہو۔

احمدی ماؤں اور بچیوں کو میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جب آپ نمازوں کی طرف توجہ کریں تو قرآن کریم کے پڑھنے اور اُس کو سمجھنے کی طرف بھی توجہ کریں۔

اس سے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پتہ چلے گا اور اس سے آپ کو اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے کے راستے ملیں گے۔

پس قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور اس کا ترجمہ پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔

جلسہ سالانہ ماریشس کے موقع پر 03/دسمبر 2005ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

کسی بھی قوم کے بنانے یا بگاڑنے میں عورت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ مستقبل کی نسلیں اس کی گود میں پرورش پا رہی ہوتی ہیں۔ پس آپ جو اس ملک میں رہنے والی احمدی خواتین ہیں اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں، اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ یاد رکھیں کہ بچے عموماً ماں باپ کے مزاج دیکھتے ہیں، ان کے عمل دیکھتے ہیں، ان کے نمونے دیکھتے ہیں اور سب سے زیادہ ماؤں کے نمونے ان پر اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ چھوٹی عمر میں بچہ سب سے زیادہ ماں کے قریب ہوتا ہے۔ اس لئے میں آج آپ کو، یہاں کی احمدی ماؤں کو کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے بچے احمدیت پر قائم رہیں اور جس انعام کو آپ کے والدین نے حاصل کیا یا بعض صورتوں میں آپ نے خود بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہوئیں، اس انعام اور اس فضل کے آپ کے بچے بھی حقدار بنے رہیں تو آپ کو بھی خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق چلنا ہوگا اور اپنی اولادوں کی تربیت بھی کرنی ہوگی۔ اور اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا سب سے بڑا نمونہ آپ کا اپنا ہے اور ان نمونوں میں سب سے مثالی چیز دعا ہے اور دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ پس اگر آپ لوگوں نے اس حقیقت کو پہچان لیا تو آپ نے اپنے مقصد کو پالیا۔ آپ کی یہ نمازیں اور دعائیں آپ کے بچوں کی تربیت کی بھی ضمانت بن جائیں گی۔

پس سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ اپنی نمازوں کو سنوار کر وقت پر ادا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات نے عبادتوں کی وہ مثالیں قائم کیں کہ مَردوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر عورتوں نے اپنے اندر یہ نمونے قائم کئے۔

اس وقت مَیں حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کی مثال دیتا ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری زوجہ تھیں۔ آپ نمازوں کی بڑی پابندی کیا کرتی تھیں اور نہ صرف یہ کہ نمازوں کی ادائیگی کی پابند تھیں بلکہ وقت پر ادائیگی میں پابندی فرماتی تھیں اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتی تھیں۔

آپ کے متعلق آتا ہے کہ آپ کا تو یہ حال تھا کہ نماز کا وقت قریب ہونے پر وضو کر کے اذان کا انتظار کر رہی ہوتی تھیں اور اذان کے بعد اپنے اردگرد عورتوں بچوں کو کہتیں کہ میں نماز پڑھنے لگی ہوں۔ لڑکیو! تم بھی نماز پڑھو! تو اس طرح گویا اپنے عملی نمونے کے ساتھ نصیحت فرماتی تھیں۔ تو دیکھیں یہی نصیحت کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ اگر آپ خود نمازیں نہیں پڑھ رہیں یا کوئی اور نیکی کا کام نہیں کر رہیں اور اپنے بچوں کو ہی نصیحت کر رہی ہیں تو اس کا بھی نیک اثر نہیں ہوگا۔

پھر حضرت اماں جانؓ کے بارے میں ایک اور روایت آتی ہے کہ آپ کس طرح نمازوں کی طرف خاص طور پر توجہ دلایا کرتی تھیں۔ ایک خاتون کہتیں ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنی لڑکی کی پیدائش کے بعد حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کی خدمت میں اپنی بچی کو دعا اور برکت کی غرض سے لے کر حاضر ہوئی۔ اَور بھی خواتین تھیں اس دوران میں نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت اماں جان نماز پڑھنے کی غرض سے اندر تشریف لے گئیں اور ہم بیٹھے رہے۔ آپ نماز پڑھ کر جب دوبارہ تشریف لائیں تو فرمایا کہ لڑکیو! کیا تم نے نماز ادا کر لی ہے۔ اس پر ہم نے کہا کہ بچے نے پیشاب یا پاخانہ کیا ہوگا اس لئے گھر چل کر پڑھ لیں گے۔ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ دیکھو بچوں کے بہانے سے نماز ضائع نہ کیا کرو۔ بچے تو خدا تعالیٰ کا انعام ہوتے ہیں۔ یہ بہانہ بنا کر بچوں کو خدا کی ناراضگی کا موجب نہ بناؤ۔

تو دیکھیں اس زمانے کے امام کی اہلیہ کو نمازوں کی حفاظت کی کس قدر فکر تھی۔ اور کیوں نہ یہ فکر ہوتی کیونکہ اب آپ ہی سے خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی نسل چلنی تھی اور یہ وجود جماعت کے لئے بھی بابرکت وجود تھا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ کے پاس خدمت گزار ہوتے تھے، گھر کے کام کرنے کے لئے عورتیں ہوتی تھیں، بچوں کے کام کاج نہیں ہوتے تھے اس لئے وقت پر اور صحیح رنگ میں عبادت کر سکتیں تھیں۔ حضرت اماں جان کے بارے میں آتا ہے کہ بہت سے کام آپ خود کیا کرتی تھیں۔ بہت سی بچیوں کی شادیوں پر ان کے جہیز بھی خود ہی تیار کرتی تھیں اور کرواتی تھیں۔ بہت سی عورتیں آپ کے گھر پر جمع رہتی تھیں۔ اور اگر کبھی کسی کو بھوک لگ جاتی اور وہ روٹی کا مطالبہ کرتی اور روٹی پکانے والی اگر کسی کام میں مصروف ہوتی تو آپ خود اپنے ہاتھ سے اس مہمان کو روٹی پکا کر دے دیا کرتی تھیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود عبادتوں کی طرف پوری توجہ رہی اور کبھی نمازیں قضاء نہیں کرتی تھیں بلکہ جو واقعہ میں نے بیان کیا ہے اس میں بچوں والی عورتوں کو بھی جو یہ سمجھتی ہیں کہ بچوں کے کام ہیں یا بچوں کی وجہ سے شاید کہیں کپڑے خراب نہ ہوں یا بچے کسی وجہ سے تنگ نہ کریں، بعد میں نماز پڑھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ بچے اس خدا کا انعام ہیں جس نے تمہیں کہا ہے کہ پانچ وقت میری باقاعدہ عبادت کرو۔ پس اگر اس انعام سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتی ہو تو کبھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہ ہو۔ ایک تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے اس بہانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ یہ انعام تم سے واپس لے لے اور تم پھر خالی ہاتھ رہ جاؤ۔ دوسرے جس بچے کے لئے تم نمازیں چھوڑ رہی ہو یا جس بچے کا بہانہ بنا کر تم اللہ کی عبادت سے غافل ہو رہی ہو، یہ بچہ بڑا ہو کر تمہارے لئے ایک زحمت بن جائے۔ لڑکا ہے تو غلط کاموں میں ملوث ہو جائے، بری صحبت میں پڑ جائے، بڑھاپے میں ماں باپ کا سہارا بننے کی بجائے ان پر ایک بوجھ بن جائے، والدین کی بدنامی کا باعث بن جائے۔ لڑکی ہے تو معاشرے کے زیرِ اثر آ کر گھر سے بغاوت کرنے والی بن جائے۔

پس تمہارے لئے تربیت کا، اپنے بچوں میں دین کی روح قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ یہی نماز ہے۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرو۔ ان کے دین پر قائم رہنے کے لئے دعائیں کرو اور ان کے روشن مستقبل کے لئے دعائیں کرو۔ اس نیک نیتی کی وجہ سے جہاں یہ دعائیں اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ قبول فرما رہا ہوگا وہاں عبادتوں کے ان نمونوں کے زیرِ اثر جو آپ اپنی اولاد کے سامنے قائم کر رہی ہوں گی آپ کی اولاد بھی ان نیکیوں پر چلنے والی بن جائے گی، نمازوں اور عبادتوں کی طرف توجہ دینے والی ہوگی۔ پس یہ نمازیں ہی ہیں جو آپ پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ضمانت ہوں گی۔

میری ملاقات کے دوران بہت سی عورتیں پوچھتی ہیں کہ کوئی وظیفہ بتائیں، ہمیں کوئی دعا بتائیں تا کہ ہماری پریشانیاں دور ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب بھی کسی نے اس طرح پوچھا تو آپؑ نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ سب سے بڑی دعا اور وظیفہ نماز ہے۔ تم نماز کو سنوار کر ادا کرو اور وقت پر ادا کرو تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والی ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔ پس یہ خیال کہ اس کے علاوہ بھی کوئی دعا اور وظیفہ ہے، غلط خیال ہے۔ کوئی بھی اَور وظیفہ نہیں جو نماز کو چھوڑ کر پڑھا جائے۔ اس لئے خود بھی نمازوں کی طرف خاص توجہ پیدا کریں اور اپنی اولادوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ نماز پڑھنے والی ہو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو تو اس کو نماز کے لئے کہنا شروع کر دو اور دس سال کی عمر میں اس سے پابندی کرواؤ۔ تو اس طرف توجہ دینا ماؤں کا فرض ہے۔ جہاں یہ ماؤں کا فرض ہے وہاں باپوں کا بھی فرض ہے جو دُور بیٹھے سن رہے ہیں۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ شاید ہم اس فرض سے فارغ

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں